اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / آٹھواں اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز بُدھ مورخہ 16/ اکتوبر 2024ء بمطابق ۱۲/ ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	04
3	رخصت کی درخواستیں	12
4	آڈٹ رپورٹ کا پیش کیا جانا۔	36

جلد 08 ☆☆☆ شمارہ 02

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز بدھ مورخہ 16 /اکتوبر 2024ء بمطابق ۱۲/ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03:20 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ ۚ فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی ٭ لَا انۡفِصَامَ لَہَا ؕ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵۷﴾ ع

﴿پارہ نمبر۳ سُوۡرَۃُ البقرہ آیات نمبر ۲۵۶ اور ۲۵۷﴾

ترجمہ: زبردستی نہیں دین کے معاملہ میں بیشک جدا ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے اب جو کوئی نہ مانے گمراہ کرنے والوں کو اور یقین لاوے اللہ پر تو اس نے پکڑ لیا حلقہ مضبوط جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے رفیق شیطان نکالتے ہیں ان کو روشنی سے اندھیروں کی طرف یہی لوگ ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللہ.اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔وقفہ سوالات ۔میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 8 دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اسپیکر: پوائنٹ آف آرڈر ایجنڈے کے بعد ہوگا آپ کو موقع ملے گا' kindly تشریف رکھیں۔بلوچستان صرف آپ کے لیے نہیں ہم سب کے لیے جل رہا ہے ہمیں بھی پتہ ہے اس کی importance کا مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کو موقع ملے گا بات کرنے کا ایجنڈے کے مطابق چلیں گے۔مولانا صاحب! آپ سے گزارش ہے میں آپ سے کئی مرتبہ یہ کہہ چکا ہوں کہ اسمبلی کو rules and regulations کے مطابق چلائیں گے---(مداخلت) آپ کی بات اگر پانچ منٹ بعد ہو جائے تو کوئی آسمان نہیں گرتا۔یہی بات اِسی سیشن میں کریں گے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر! سوال و جوابات اگر پانچ منٹ کے بعد بھی ہو جائیں تو کوئی قیامت نہیں آتی۔کوئی مسئلہ نہیں ہے اگر یہ پانچ منٹ کے بعد ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: آپ کو بات کرنے دیں گے آپ کو موقع ملے گا بات کرنے کا۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: دیکھیں یہ بہت اہم ہے آج پورا بلوچستان جل رہا ہے بارڈرز بند ہیں مجھے بات کرنے دیں۔

جناب اسپیکر: آپ کو کرنے دیں گے آپ تشریف رکھیں آپ کو موقع ملے گا بات کرنے کا۔دیکھیں آپ میری بات ذرا سن لیں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): مولوی صاحب! آپ ذرا میری بات سن لیں۔جناب اسپیکر! آپ تھوڑی سی میری بات سنیں مَیں بھی آپ کا ساتھی ہوں آپ کا دشمن نہیں ہوں۔اس چیز میں میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔کیونکہ جو rule ابھی ہم لوگوں نے طے کر لیا ہے اسپیکر صاحب کے ساتھ کہ وقفہ سوالات کر کے اُسکے بعد ہم اُس پر آجائیں گے۔

جناب اسپیکر: آپ کو موقع ملے گا بات کرنے کا۔

قائد حزب اختلاف: آپ سب سے پہلے بات کریں گے۔

جناب اسپیکر: آپ تشریف رکھیں مولانا صاحب پلیز دیکھیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اسپیکر صاحب! دیکھیں' جی جی بات سنیں جو جو پوائنٹ آف آرڈر پر جو بڑے لوگ آ کے بات کرتے ہیں ناں بلوچستان کے۔آپ اس کو فوراً اجازت دے دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں مولوی صاحب! دیکھیں! اگر آپ بات نہیں سمجھیں گے پھر میں آپ کا مائیک بند کردوں گا پھر دوسرا۔۔۔(مداخلت) ایسا نہیں چلے گا' ایسا نہیں چلے گا' ایسا نہیں چلے گا' مائیک بند کریں۔ مائیک بند کریں۔۔۔(مداخلت) جی جی جدھر آپ کی مرضی ہے کرلیں۔۔۔(مداخلت) بند ہے' ٹھیک ہے۔۔۔(مداخلت) جی جی آپ کا سپیکر بند کریں گے اگر آپ اسمبلی کو نہیں چلنے دیں گے۔ یہ کدھر ہے اپنا سارجنٹ ایٹ آرمز' آپ نکالیں باہر ان کو' چلیں باہر نکالیں۔۔۔(مداخلت) جلدی کریں شاباش۔۔۔(مداخلت) نکالیں باہر انکو۔ اور آپ کی۔۔۔(مداخلت) آ جائیں۔۔۔(مداخلت) اسمبلی آپ کی مرضی کے مطابق نہیں چلے گی۔۔۔(مداخلت) نہیں چلے گی اسمبلی آپ کی مرضی کے مطابق۔ میر زابد علی ریکی صاحب! آپ سوال نمبر 8 دریافت فرمائیں یہ آپ کا ہے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر! بتا رہا ہوں۔ کدھر ہے ایس اینڈ جی اے ڈی کا منسٹر۔

جناب اسپیکر: آپ سوال پکاریں وہ بعد کی بات ہے Question No.8.۔ آپ سوال پکاریں وہ بعد کی بات ہے۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر! Question No.8.

جناب اسپیکر: سوال پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ جی۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! جواب پڑا ہوا تصور کیا جائے۔

میر زابد علی ریکی: سر! اصل بات یہ ہے ایس اینڈ جی اے ڈی کا منسٹر آ جاتا تو بہتر تھا۔ اگر بیٹھے ہیں فنانس منسٹر صاحب تو ٹھیک ہے جواب دے دیں۔ سر! یہ جو میں نے سوال کیا ہوا ہے اسپیکر صاحب! بلوچستان ہاؤس کے بارے میں۔ آپ کو خود پتہ ہے بلوچستان ہاؤس میں ایم پی ایز' منسٹرز' سردار' نواب ہر کوئی وہاں جاتا ہے بلوچستان ہاؤس۔ ابھی اس کی آمدن جتنی بھی ہے آپ دیکھ لیں 23-2022ء میں 3 کروڑ 39 لاکھ ہے۔ 24-2023ء میں 5 کروڑ کچھ lump-sum ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر زابد علی ریکی: ابھی آپ اندازہ لگائیں جناب اسپیکر صاحب! ہمارے فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں' آپ بلوچستان ہاؤس میں جائیں اتنی آمدن ہے اُس کے بیڈز کو دیکھ لیں اُس کے کمرے دیکھ لیں' آپ اندازہ لگائیں جب آمدن ہوتی ہے آپ کم ازکم بلوچستان ہاؤس کو، یہ ہاؤس سب کا ہے۔ آپ پنجاب ہاؤس میں جائیں۔ آپ KPK ہاؤس میں جائیں' اُن کے ہاؤس دیکھیں اور ہمارے بلوچستان ہاؤس دیکھیں۔ اِسکا جواب دے دیں منسٹر صاحب۔

جناب اسپیکر: جی منسٹر فنانس صاحب۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر صاحب! محترم معزز رکن درست فرمارہے ہیں کہ وہاں renovation کی ضرورت ہے۔تو وہ سی ایم صاحب سے ہم نے discuss کیا ہوا ہے۔انشاء اللہ اس پر کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔

میر زابدعلی ریکی: نہیں نہیں جناب اسپیکر صاحب! مَیں آپ کو بتا دوں۔فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں سوائے پانچ کمرے وی آئی پی بندوں کے لئے بنارہے ہیں شاید اسپیکر صاحب! میرے خیال سے آپ کا بھی نہیں ہے۔منسٹروں نے اپنے لئے پانچ کمرے، بھئی باقی منسٹرز، باقی ایم پی ایز۔شعیب صاحب! آپ دیکھیں اس طرح آپ نہیں کہیں کہ کام شروع ہے۔مَیں نے وہاں کمپٹرولر سے پوچھا، کہتا ہے کہ خالی پانچ کمروں کی منظوری آئی ہوئی ہے وہ آپ دیکھ لیں۔ابھی مَیں تین دن پہلے اسلام آباد سے آیا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی یونس زہری صاحب! آپ اس طرح کردیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر صاحب! اس دفعہ مَیں اور زابد صاحب بلوچستان ہاؤس میں رہ رہے تھے اگر آپ اعتبار کریں کہ وہ رہنے کے بھی قابل نہیں ہیں جو پانچ کمرے اُنہوں نے بنائے ہیں وہ بھی شنگھائی تعاون کا جو اجلاس ہوا تھا اُن کے لئے اُنہوں نے renovate کیا ہمارے لئے نہیں۔ہم نے کمپٹرولر سے پوچھا کہ جی یہ جو نیا بلاک بنایا ہے اس میں۔کہتا ہے کہ جس دن سے یہ بلاک بنایا ہے اُس دن سے چادریں یا تکیے ہمیں ملے ہیں آج تک ہم اُن کو دھو کر کے ڈال رہے ہیں۔نیا یعنی یہ کوئی چار سال ہو رہے ہیں ایک بھی نہیں ملا ہے۔آپ خود اندازہ لگائیں کہ آمدن پانچ کروڑ something ہے اور آپ جائیں بالکل بھیڑ بکریوں کی طرح بلوچستان ہاؤس کو بنایا گیا ہے۔باقی لوگوں کے پاس تو گنجائش ہے لوگوں کے گھر ہیں' ہمارے ایم پی ایز کے پاس کوئی سہولت نہیں ہے۔ایک سہولت ہے وہ بھی' اور گاڑیوں کی پوزیشن زابد صاحب نے بھی اس کے لئے کہا ہے اور ریٹ بھی اچھا خاصا بڑھا دیا ہے کہ دو دن کے بعد ڈبل چارج ہوگا۔ پھر تین دن کے بعد چارج ہوگا۔ٹھیک ہے جو چارج کر رہے ہیں لیکن سہولت ملنی چاہیے۔تسلی سے ہم سوچیں کسی پر تنقید کی بات نہیں یہ ہم سب کا ہے منسٹر بھی وہاں جا کر رہتے ہیں اور ایم پی ایز اور سیکرٹریز بھی وہاں جا کر رہتے ہیں۔تو یہ ایک سہولت ہے اِس سے فائدہ اُٹھانا چاہیے اور اس کی اچھی renovation ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے پوائنٹ آ گیا آپ کا۔اچھا منسٹر صاحب! گزارش یہ ہے کہ سوال یہ تھا کہ 2022-23ء میں 34 کروڑ 9 ہزار 71 یہ something like that یہ revenue generate ہوا تھا اور پھر 2023-24 میں پانچ کروڑ something اس طرح ہوا۔آپ مہربانی کریں یہ بتا دیجئے کہ یہ پیسہ جاتا کہاں ہے اور بلوچستان ہاؤس پر یہ خرچ کیوں نہیں ہو رہا ہے؟

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر! چونکہ متعلقہ منسٹر یہاں موجود نہیں ہے۔اور اسکی renovation پر بالکل کام ہونا چاہیے۔ مَیں اپنے معزز دوست کے ساتھ agree ہوں اس بات پر۔مَیں نے یہی بات کی کہ سی ایم صاحب سے اور متعلقہ منسٹر صاحب جو ہیں اس ڈیپارٹمنٹ کے، اُن کے ساتھ بیٹھ کر اس کی renovation ' چونکہ اُنہوں نے کہا کہ خاص specific area کو renovate کیا جارہا ہے۔مَیں کہہ رہا ہوں کہ general وہاں پر renovation کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر: منسٹر صاحب! اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم یوں کریں کہ یہ سوال جو پارلیمانی سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی کا اُن کے آنے تک اس کو ڈیفر کریں ۔۔۔(مداخلت) جی ایک بولیں دونوں بول رہے ہو۔جی اصغر ترین صاحب آپ بولیں۔ظفر آغا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! ایک سوال آیا ہے ممبر صاحبان اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔آپ اسکو wind up نہ کریں سن لیں۔اب مَیں یہ گزارش کروں کہ آپ اسکا ریکارڈ طلب کریں کہ بلوچستان ہاؤس کی ٹوٹل گاڑیاں کتنی ہیں۔اور وہاں موجود کتنی ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ الگ سوال ہے۔اس کا آپ سے تعلق نہیں ہے آپ غلط کر رہے ہیں ناں۔آپ میری گزارش سن لیں ۔next question اسی سے متعلق ہے کہ بلوچستان ہاؤس میں گاڑیاں کتنی ہیں وہ آئیگا۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! مَیں ایک بات کرنا چاہ رہا ہوں سن تو لیں میری رائے تو سن لیں ۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ اُن سے یہ پوچھ لیں کہ بلوچستان ہاؤس میں کتنی گاڑیاں ہیں اور ابھی موجود کتنی ہیں؟ جو لوگ آفیسران صاحبان ریٹائرڈ ہو چکے ہیں' ابھی بھی بلوچستان ہاؤس کی گاڑیاں اُن کے گھروں میں کھڑی ہیں۔

جناب اسپیکر: میرے بھائی! میری آپ بات سن لیں آپ ایجنڈے کو پڑھا کریں ایجنڈے کے اندر یہ سارے سوال لکھے ہوئے ہیں one by one یہ سارے سوال لکھے ہوئے ہیں یہ آئیں گے ۔ اُس کے اوپر ہم discussion کریں گے۔اُس وقت تک ہمارے پارلیمانی سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی بھی موجود نہیں ہے اب چونکہ فنانس منسٹر وہ اُسکی capacity میں جواب نہیں دے سکتا ہے جو کہ ایس اینڈ جی اے ڈی کو دینا چاہیے ۔میری گزارش تھی معزز ممبر سے کہ اگر اُن کی مرضی ہو کہ ہم اسکو ڈیفر کر دیں۔جی۔

میر زابد علی ریکی: اسپیکر صاحب! آپ اس کو ڈیفر کر دیں اگلے سیشن کے لئے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

میر زابد علی ریکی: لیاقت صاحب آئیں گے۔یہ اہم سوال ہے اسپیکر صاحب۔اس میں آپ،سردار،نواب بلوچستان

ہاؤس سب کا ہے۔اس میں یہ نہیں ہے کہ صرف زاہد جائے اور رہائش کرے۔سارے نواب ،سردار، میر، معتبر، منسٹر صاحب۔ایک دن مَیں گیا پنجاب ہاؤس میں یقین کریں میرٹ ہوٹل سے سرینا ہوٹل سے دُگنا بہتر تھا۔آپ لوگوں نے شاید کسی نے دیکھا ہوگا۔

جناب اسپیکر: آپ کا point valid ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بلوچستان ہاؤس کمزور حالت میں ہے اس کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔جی یہ بالکل صحیح ہے۔ایک منٹ جی زہری صاحب۔

قائدحزب اختلاف: آج جس کے سوالات ہیں کافی دن پہلے سے آپ کے آفس سے جاتے ہیں ہر ایک کے پاس کہ آج ایس اینڈ جی اے ڈی کے سوالات ہیں، ایگریکلچر کے ہیں، ہیلتھ کے ہیں دوسرے ڈیپارٹمنٹس کے ہیں وغیرہ وغیرہ تو اُن کے منسٹرز اُس دن شارٹ ہوکر کے نہیں آتے ہیں یہ ایک مسئلہ بنا ہوا ہے۔جب بھی ہمارے سوالات آجاتے ہیں تین مہینے کے بعد چار مہینے کے بعد ایک تو لیٹ کر لیتے ہیں تین مہینے کے بعد سوالات آجاتے ہیں جب سوالات آجاتے ہیں تو اُس کو کوئی own نہیں کر رہا ہے اگر کوئی منسٹر اُٹھتا ہے تو وہ بھی کہتا ہے کہ مَیں own کر رہا ہوں مَیں بات کرسکتا ہوں۔پھر کہتا ہے کہ منسٹر آجائے پھر سوال کریں۔بھئی پھر آپ نہیں اُٹھیں، اگر آپ اُٹھتے ہیں اور own کر لیتے ہیں تو پھر آپ جواب دے دیں۔اگر نہیں ہے تو پھر اُس منسٹر کو یہاں ہونا چاہیے۔

جناب اسپیکر: زہری صاحب! اُس کی غیر موجودگی میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اب وہ کیا جواب دیگا۔لیکن next session تک ڈیفر کرتے ہیں اگر وہ نہیں آتا پھر بھی یہ سارے سوالات کمیٹی کے پاس جائیں گے۔اور اُسکے بعد پھر وہ بھجوادیں گے۔جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): گزارش یہ ہے کہ یہ جو سوال ہے اس کا ہرگز مقصد یہ نہیں تھا کہ debit,credit کیلئے زاہد صاحب نے کہا کہ تین چار کروڑ آمدنی ہے۔بات بنیادی طور پر یہ ہے کہ اس جگہ پر یہ جو ٹیبل ہے آپ کی مجھے میرا خیال ہے کوئی 12 یا 13 سال ہوگئے کہ آپ کا ساؤنڈ سسٹم آج تک درست نہیں ہوا۔آپ کی کرسیوں کی حالت یہ ہے۔آپ کا ایم پی اے ہاسٹل بنا ہوا ہے تیار ہے آپ اُس کو پیسے نہیں دے رہے ہیں کہ اس میں فرنیچرز ڈالیں۔ایم پی ایز کو اُن کے Guests کو یا آپ کے Delegates جو آتے ہیں اُن کو ایک سہولت ملے۔وہ آپ کی purview میں آتا ہے۔تو بلوچستان ہاؤس کی جہاں تک صورتحال ہے میرا خیال ہے وہ اصطبل سے بھی گندا ہے۔آج جولہڑی صاحب جو نہیں آئے یہ کسی کو reason بتا نہیں رہے ہیں اُن کی فوتگی ہوئی ہے وہ فاتحہ پر بیٹھے ہوئے ہیں اُن کے کزن کی death ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: میری کوشش یہ تھی کہ چیف منسٹر صاحب چونکہ یہاں موجود تھے۔وہ شاید ایس اینڈ جی اے ڈی کے

behalf پر ہمیں reply کرتا لیکن۔۔۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: آپ سے میری humble گزارش ہے کہ You are the Custodian of the House. نکالیں کہ جی یہ آپ کا مائیک آپ ایک رولنگ پاس کردیں ایک order of the day سسٹم۔ اب آپ کا یہ تو litigation میں چلا گیا۔ legal litigation میں کہ یہ بڑا اثاثہ ہے یہ گر جائیگا تو پتہ نہیں بلوچستان پورا گر جائیگا۔ وہ معاملہ کورٹ میں چلا گیا۔ اسی طریقے سے آپ کا نیا بلوچستان ہاؤس کے ٹینڈر بھی ہوگئے۔ میرے وقت میں جب میں سی اینڈ ڈبلیو منسٹر تھا ہم نے initiate کیا اور سلیم صاحب کے زمانے میں اس کے ٹینڈر بھی ہوگئے۔ اب وہ بھی پھر legal litigation میں چلا گیا اُس پر بھی۔ اب یہاں ایک آدمی اُٹھتا ہے ایک درخواست جا کے کورٹ میں لگا دیتا ہے اور پھر stay ہو جاتا ہے سارا سسٹم رک جاتا ہے۔ اب اس کو تین کمیٹیوں نے کہا کہ یہ dangerous ہے۔ پورا بلوچستان کی نمائندگی آپ کا یہ ہاؤس کر رہا ہے۔ اب وہ کورٹ میں گیا ہے کہ یہ تو بڑا اثاثہ ہے اس کو رہنے دیں۔ تو رہنے دیں اس کو میوزیم بنادیں اس کو آپ کے پاس زمین اس طرف بھی ہے اُس طرف بھی ایک اچھا سا خوبصورت سا۔ آپ دیکھیں کہ پنجاب اسمبلی کا نیا بلاک بنا ہوا ہے آپ خود تشریف لے گئے ہوں گے ہم گئے پرویز الٰہی کے زمانے میں بنا۔ آپ کے سندھ کی پرانی بلڈنگ ویسے موجود ہے' نئی بلڈنگ بن گئی۔ تو پیسہ تو خرچ ہو رہا ہے۔ پیسہ تو اربوں روپے تو آپ کے anexies پر اور فلانی ڈمکانی جگہ پر تو یہ پھر لمبی بات ہے۔ میری humble یہ گزارش ہے کہ یہ ہاؤس آپ کو سپورٹ کر رہا ہے یہ دو تین چیزیں جو میں نے آپ کے گوش گزار کی ہیں اس پر آپ رولنگ دے دیں۔ جو بھی، یہ ہاؤس آپ کو سپورٹ کرنے کو تیار ہے۔

جناب اسپیکر: تمام معزز اراکین کی اطلاع کے لئے مَیں یہ بتادوں کہ بلوچستان اسمبلی سے اور ایم پی ایز ہاسٹل سے متعلق نئی بلڈنگ بنے گی یا اسی کی renovation ہوگی۔ میری یہ امید ہے کہ آنے والے ایک ہفتہ دس دن کے اندر اس کے اوپر فائنل decision ہو جائے گا کہ ہم نے کرنا کیا ہے۔ تو انشاءاللہ وتعالیٰ آپ امید رکھیں مجھے امید ہے سی ایم صاحب ابھی آئیں وہ بھی شاید اس کے اوپر بات کرنا چاہیں گے کوئی پانچ دس منٹ تک وہ بھی آجائیں گے میرے خیال میں کوئی مہمان آئے ہوئے ہیں۔ جی علی مدد جتک صاحب۔

میر علی مدد جتک: Thank you جناب اسپیکر۔ میں دو منٹ لینا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ سردیاں آرہی ہیں۔ ایک تو گرمیوں میں بھی خصوصاً ہمارے حلقے۔۔۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ علی مدد صاحب just a minute ایک منٹ ٹھہر جائیں آپ کھڑے رہیں۔ جو بھی سوالات' order in the House اصغر ترین صاحب! no direct please۔ جو بھی سوالات ایس اینڈ جی

اے ڈی یا بلوچستان ہاؤس سے متعلق ہیں اُن کو اگلے سیشن تک ڈیفر کیا جاتا ہے اور انشاء اللہ وتعالیٰ اگلے سیشن میں بات ہوگی۔ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: میرزابدعلی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 59 جو کہ محکمہ فشریز سے متعلق ہے دریافت فرمائیں۔

میرزابدعلی ریکی: Question No 59 برکت اِدھری بیٹھا نہیں تھا؟

جناب اسپیکر: میری گزارش یہ ہے میر برکت رند صاحب جہاں بھی ہیں وہ ہاؤس میں تشریف لائیں۔ جی جی آجائیں گے انشاء اللہ ابھی۔ Next Question کی طرف، میر اسداللہ بلوچ صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق۔He is not here۔اچھا جی برکت صاحب آگئے ہیں جی پکاریں آپ۔

میرزابدعلی ریکی: Question No.59 جی۔

میر برکت علی رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ): جواب یہ ہے سر! کہ 2024-25ء میں۔۔۔

جناب اسپیکر: برکت صاحب! آپ یوں کہیں کہ یہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

میرزابدعلی ریکی: سردار صاحب! آپ نہیں بولیں پلیز نہیں آپ نہیں بولیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں پلیز۔جی برکت صاحب۔

☆59 میرزابدعلی ریکی، رکن اسمبلی:　　نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 26 جولائی 2024ء

کیا وزیر فشریز ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،　　12 ستمبر 2024ء کو مؤخر شدہ۔

سال 2024-25ء کے بجٹ میں ضلع واشک کیلئے محکمہ فشریز کی نئی اسکیمات شامل کی گئی ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو اسکیم کا نام، پی ایس ڈی پی نمبر اور مختص شدہ رقم کی تفصیل دی جائے۔ نیز سال 2024-25ء کے بجٹ میں ضلع ڈیرہ بگٹی، ضلع خضدار اور ضلع ژوب کے لئے محکمہ فشریز کی کل کتنی نئی اسکیمات شامل کی گئی ہیں اسکیم کا نام، پی ایس ڈی پی نمبر اور مختص شدہ رقم کی مکمل تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر فشریز: جواب موصول ہونے کی تاریخ 22 اگست 2024ء

سال 2024-25ء کے بجٹ میں ضلع واشک، ضلع ڈیرہ بگٹی، ضلع خضدار اور ضلع ژوب کیلئے کوئی اسکیم شامل نہیں ہے نیز تمام اسکیمات برائے سال 2024-25ء مع پی ایس ڈی پی نمبر اور مختص شدہ رقم کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔۔۔(مداخلت)

جناب اسپیکر: سردار صاحب! .No cross talking please ۔جی۔

میر زابد علی ریکی: مَیں نے question کیا تھا کہ 2024-25ء میں جو واشک' ڈیرہ بگٹی' خضدار کی پی ایس ڈی پی میں آپ نے اگر شامل کیا ہوا ہے' ہمیں بتا دیں۔ اُس میں انہوں نے جناب اسپیکر صاحب! مجھے ایک تو on-going کا بھیجا ہے۔ اور دوسرا مجھے نیو اس سال کا بھیجا ہے۔ اس میں ایک خاران کا لکھا ہوا ہے Establishment of Fish Hatchery in Garok Kharan. اور دوسرا اِس نے لکھا ہوا ہے Establishment of the field offices at DAM Gaddani and Kund Malir. بیلہ۔ ابھی آپ اندازہ لگادیں جناب اسپیکر صاحب! چلیں خاران ہو یا کوئی اور جگہ ہو جائے یعنی پی ایس ڈی پی 2024-25ء میں منسٹر صاحب نے only دو ڈسٹرکٹس کا ڈالا ہے وہ بیلہ اور خاران اور باقی جو ڈسٹرکٹس وغیرہ ہیں کیونکہ باقی ڈسٹرکٹس میں یا ڈیم نہیں ہیں یا ہم باقی حلقوں میں یہ حقدار نہیں ہیں کہ آپ فشریز کا اِس طرح کا پروجیکٹ رکھیں۔ یا باقی حلقے ہیں خدانخواستہ اُن لوگوں نے گناہ کیا ہوا ہے۔ منسٹر صاحب آپ مجھے بتا دیں آپ نے یہ کیوں باقی ڈسٹرکٹس میں شامل نہیں کیا ہے کس بنیاد پر باقی ڈسٹرکٹس کو آپ نے ignore کیا ہوا ہے اُٹھ کے بتا دیں۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ کا سوال تو تین ڈسٹرکٹس سے متعلق ہے۔

میر زابد علی ریکی: نہیں دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: اگلے سال۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! یہ کہتا ہے کہ اگلے سال۔

جناب اسپیکر: تھوڑا سا ہاتھ ہولے رکھیں شاید ان کی۔ وہ فریش ہیں ان کو معلومات نہیں ہوں گی اس لئے اس نے باقی ڈسٹرکٹس کو accommodate نہیں کیا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ سب کو accommodate کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: انشاءاللہ ان کو اگلے سال کریں گے۔

جناب اسپیکر: اِسی سال میں accommodate کریں گے۔

میر زابد علی ریکی: اچھا آپ ایک کام کریں۔ جناب اسپیکر! آپ اِس کو بولیں اگلے اگر اللہ نے زندگی دی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: انشاء اللہ جو بھی ہوگا انشاء اللہ واشک کا جہاں کا ہم انشاءاللہ next میں ہم آپ کو بتا دیں گے۔

میر زابد علی ریکی: خالی واشک کا میں نہیں کہہ رہا ہوں جتنے ڈسٹرکٹس ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ: سب کے لئے۔

میر زابد علی ریکی: میں سب کے لئے۔ آپ وعدہ کریں سب ڈسٹرکٹس کو آنے والے پی ایس ڈی پی میں جیسے کہ نصیر آباد ہے ہمارے سردار صاحب کے حلقے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: انشاءاللہ سب کو شامل کریں گے۔

میر زابد علی ریکی: سب کو شامل کریں، وعدہ تو کریں۔

جناب اسپیکر: very good ٹھیک ہے۔۔done, done.

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! اگلے سال اُس نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں سب ڈسٹرکٹس کو شامل کروں گا۔

جناب اسپیکر: Thank you, thank you.۔ میر اسد اللہ بلوچ صاحب چونکہ یہاں موجود نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں گے۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب بسلسلہ علاج کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا رواں اجلاس سے جبکہ جناب صمد خان گورگیج صاحب، جناب زرین خان مگسی صاحب، میر ظفر اللہ خان زہری صاحب، جناب رحمت صالح بلوچ صاحب اور جناب سنجے کمار صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: جناب خیر جان بلوچ صاحب۔۔۔(مداخلت) مولوی صاحب کو موقع دیں گے، دیکھیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ نے وعدہ نہیں کیا تھا؟

جناب خیر جان بلوچ: ٹھیک ہے مولوی صاحب کو موقع دے دیں مولوی صاحب کے بعد میں بولوں گا۔

جناب اسپیکر: دیکھیں جو آپ سے کہا ہے آپ نے سوال کرنا ہے وہ کریں۔ اُن کو موقع دوں گا، ہم بیٹھے ہوئے ہیں اسی لیئے۔ چلیں خیر جان صاحب! آپ اپنا سوال پکاریں۔

جناب خیر جان بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! میں ایک public importance notice کے حوالے سے آپ کی اور ایوان کی توجہ آواران کے حوالے سے مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آواران وہ بدبخت ضلع ہے جو بہت سارے مسائل ومشکلات کا شکار ہے۔ لیکن ایک مسئلہ جو ہمیں اِس وقت درپیش ہے کہ آواران میں جو بھی آفیسر یہاں سے بھیجا جاتا ہے وہ وہاں کے عوام کی خدمت کی بجائے عوام پر تشدد، عوامی آفس پر حملہ اور بلکہ لیویز عملے کو یرغمال بنا کر ایسی حرکتیں کر رہا ہے، میں سمجھتا ہوں جو کہ وہاں کے عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ جناب! ایک مثال میں آپ کو دیتا ہوں، دو ہفتہ

پہلے ہمارا اسسٹنٹ کمشنر ہماری میونسپل کمیٹی کے چیئر مین کے آفس پر جا کر کے دعویٰ بولتا ہے' اُسکا سارا ریکارڈ لے جاتا ہے' اُسکے عملے پر تشدد کرتا ہے۔اور اسکے جواب میں جب اُسکو کہا جاتا ہے کہ جی آپ نے یہ کیوں کیا؟ کہتا ہے یہ تو میرا اختیار ہے میں تو میونسپل کمیٹی کے دفتر کو تالا لگانا چاہتا ہوں آپ پھر کہتے ہیں کہ آپ یہ ریکارڈ لے کے گئے ہیں۔اس کی تمام اطلاع جناب! ہم نے سی ایم صاحب کے آفس کو دے دی' اُسکے پرنسپل سیکرٹری کو دے دی اور اُسکا وہ voice اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپ کو سناؤں گا کہ وہ اپنے voice کے ذریعے ہمارے ٹاؤن' میونسپل کمیٹی کے چیئر مین کو وہ کیا کہہ رہا ہے۔کیا کیا دھمکیاں دے رہا ہے۔سر! ہم چاہتے ہیں' سی ایم صاحب کہتے ہیں کہ جی ملک کیلئے جو لوکل گورنمنٹ کے چیئر مین صاحبان ہیں وہ کونسلنگ کریں۔اُن کی حیثیت یہ ہو' اُن کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے تو پھر وہ کیا خاک وہ کونسلنگ کریں گے اُنکے فنڈز بند ہوں۔اُنکے چیف آفیسر کو بے عزت کیا جائے۔سر! مَیں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کا نوٹس لینا چاہیے اور ایسی حرکات میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف ہمارے ہاں امن وامان کے لئے خطرہ بنیں گے جناب! بلکہ عوام اشتعال میں ہیں کہ جب آپ اُس کے چیئر مین کے دفتر کس قانون کے تحت اسسٹنٹ کمشنر جائے' کوئی رولز مجھے بتایا جائے کوئی قانون مجھے بتائیں۔ڈپٹی کمشنر کس رول کے تحت ایک سپاہی کو دو دن لے جا کے اپنے گھر میں بند کرتا ہے اُسکا موبائل لے لیتا ہے۔تو اس کے لئے آپ ایک انکوائری کمیٹی بنائیں جو یہ مَیں الزامات لگا رہا ہوں یہ میرے الزامات اگر جھوٹ ثابت ہو جائیں تو مجھے آپ سزا دے دیں۔سر! ہمارے ضلع میں جو شخص۔۔۔

جناب اسپیکر: پلیز آرڈر ان دی ہاؤس آنریبل ممبرز پلیز۔

جناب خیر جان بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! جس پر کیس چل رہا ہے اُسکا میں نے written میں دے دیا ہے کہ جی آپ اسکو ہٹائیں۔اسکی جگہ پر آپ کسی کو بھی لگائیں۔میں نہیں کہتا ہوں کہ فلاں کو لگائیں۔لیکن وہ آفیسران جائیں جو ماضی میں وہاں غلط practises میں involve نہیں ہوں۔جن پر ہائی کورٹ میں cases نہ ہوں۔جن پر اینٹی کرپشن میں cases نہ ہوں۔اچھا آواران میں جو زلزلہ آیا تھا جناب' اُس کی گاڑیاں پرائیویٹ لوگوں کے استعمال میں ہیں حب چوکی میں ہیں۔میری انفارمیشن کے مطابق وہ چھالیا نکال رہے ہیں سر۔وہ لسٹ بھی میرے پاس ہے۔جو پروجیکٹ ڈائریکٹر ہے اُس نے نام لکھے ہیں باقاعدہ۔اُس میں بھی اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کے حوالے کروں گا۔اس حوالے سے آپ ایک کمیٹی بنائیں۔اِس کے ڈی سی اور کمشنر کو بھی اطلاع ہے سب کو ہے۔اُس نے تین لیٹرز لکھے ہیں پی ڈی نے سب کو' تین لیٹر لکھے ہیں لیکن وہ گاڑیاں' وہ پی ڈی کہہ رہا ہے کہ خدانخواستہ کہیں غلط کام میں نہ یہ پکڑی جائیں۔جرم مجھ پر ہوگا۔کیونکہ میں پی ڈی ہوں۔لیکن فلاں فلاں کیس اُسمیں nominate ہیں سر! اس فائل میں سب کچھ ہے اگر آپ چاہتے ہیں یا سی ایم صاحب چاہتے ہیں میں آپ سب کے حوالے کرتا ہوں۔لیکن میں آپ

سے یہ اپیل کروں گا کہ آواران کے عوام پر اتنا ظلم نہ کیا جائے کہ ہمارے آفیسران' ہمارے بھائی ہیں لیکن سر! وہ بے تاج بادشاہ بھی نہیں ہیں۔ قانون ہے۔ طریقہ کار ہے۔ AC جا کے ملازمین کو کیوں مرغا بناتا ہے اُس کے آفس میں۔ کیوں اُن پر تشدد کرتا ہے؟ اس کا کوئی جواب ہے کوئی قانونی جواز ہے؟ اگر ہے تو میں غلط ہوں۔ اگر نہیں ہے تو سر وہ علاقہ پہلے ہی انتشار کا شکار ہے۔ آپ لوگوں کو کسی کی خواہش کے لیے یا کسی کی مرضی کے لیے کسی کو خوش کرنے کے لیے کیوں غلط راستوں کی طرف آپ دھکیل رہے ہیں؟ ہمارے نوجوان پہلے ہم سے بیزار ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اُس کو راہ راست پر لے کر آئیں۔ اور یہ ماحول یہ رویہ' یہ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ جان بوجھ کر ایسا رویہ ایسا ماحول، تو مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ عوام کے مفاد میں ہے۔ نہ ملک کے مفاد میں ہے۔ اگر آپ کہیں گے تو یہ مَیں آپ کے حوالے کر دوں گا۔ سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں مَیں آپ کے حوالے کر دوں گا۔

جناب اسپیکر: اگر آپ اجازت دیں تو لیڈر آف دی ہاؤس۔ kindly اگر اِن کا یہ توجہ دلاؤ نوٹس تھا۔ جی۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر خزانہ: جناب اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب کے نوٹس میں یہ معاملہ ہے اور اِس پر ایک انکوائری وہ initiate کر دی گئی ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ: اُس کی details ہیں مَیں اپنے دوست کے ساتھ share کر سکتا ہوں اگر وہ چاہیں تو اُس کی جو انکوائری کی جو رپورٹ ہوگی اُس کے اُوپر اِنشاء اللہ تعالیٰ مکمل کارروائی ہوگی۔

جناب اسپیکر: آپ مہربانی کر کے اگر اُن کو آفس میں بلائیں اگر اُن کے ساتھ تھوڑا بیٹھ کر discuss کر لیں۔ ok جی۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اسپیکر صاحب! مَیں تھوڑی سی گزارش کر لیتا ہوں۔ سر! یہ بڑا important issue ہے۔ اگر لوکل باڈیز کے چیئرمینوں کے ساتھ یہ سلوک ہو تو پھر مَیں سمجھتا ہوں کہ ہم جو Constitution of Pakistan ہے اُس کی third-tiers کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ مَیں نے سی ایم صاحب کے بھی نوٹس میں لایا ہے۔ وہ threats جو اُس نے ہمیں بھیجے ہیں وہ بھی مَیں نے سی ایم صاحب کو بھیجے ہیں کہ ایک اسسٹنٹ کمشنر کہتا ہے کہ جی مَیں آج آپ کو اُسی طرح treat کروں گا۔ بابا آپ اسسٹنٹ کمشنر ہیں۔ پھر سر! اگر اُس کی انکوائری کمیٹی میں سی ایم صاحب آپ ڈی سی کو بنائیں گے براہ مہربانی آپ کے پاس اختیار ہے جتنے نیشنل پارٹی کے لوکل باڈیز کے چیئرمین

ہیں اُن کو desolve کرلیں ورcredit اُسی کو دے دیں۔ہم پھر آپ کے لوکل باڈیز کا حصہ نہیں بنیں گے۔خیر جان صاحب اور ہم دو ہفتے سے خوار و ذلیل ہیں سارے لوگ یہاں آرہے ہیں۔آپ دیتے ہیں ڈی سی کو۔کون سی بیوروکریٹ ہے جو بیوروکریٹ کے خلاف انکوائری میں سچ بولتا ہے۔تو مَیں سمجھتا ہوں اگر یہ رویہ رہا تو لوکل باڈیز میں ہماری کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ کی اجازت ہو؟

جناب اسپیکر: یہ میرے خیال میں جو ہماری یہ left and right galleries میں غیر متعلقہ لوگ اگر بیٹھے ہیں اور آفیسرز کے بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے تو kindly اِن کو seat دے دیں۔جی جناب۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ خیر جان نے نشاندہی کی ہے، یہاں مَیں بھی اپنے ڈویژن کے حوالے سے تھوڑی سی نشاندہی کروں گا۔پرسوں میں نے پریس میں یہ دیا ہے کہ ایک مہینہ چودہ دن میں صرف میرے لورالائی ڈویژن میں 50 لوگوں کو شہید کیا گیا ہے' 22 لوگوں کو اگست کی 26 تاریخ تھی' روڈ پر بسوں سے اُتار کر اُن کو شہید کیا گیا۔اور پھر ابھی دو چار دن پہلے کول مائنز پر فائرنگ کرکے اُنھوں نے 21, 22 بندوں کو شہید کیا گیا باقی زخمی ٹراما سینٹر میں جس حالت میں پڑے ہوئے ہیں سی ایم صاحب دیکھ کر آرہے ہیں۔اب بیوروکریسی کی بات پر مَیں آرہا ہوں۔مَیں ایک، سردار مسعود لونی' دو، طور اوتمانخیل تین، یہ تین MPA ہم اِس ڈویژن سے ہیں، ہمارے ساتھ پھر ملتے جلتے نور محمد دُمڑ صاحب بھی ہیں، ایک MNA سردار یعقوب ناصر ہے۔صورتحال یہ ہے کہ ہمیں عوام نے منتخب کرکے بھیجا ہے۔وہاں انتظامی کمشنر اور DIG جو بیٹھے ہوئے ہیں' آج تک مَیں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ اُنھوں نے اِتنی تکلیف گوارہ نہیں کی کہ call کرکے کہ جی آپ لوگ کھیتران قبیلہ بیٹھا ہے' ناصر قبیلہ بیٹھا ہے' لونی قبیلہ بیٹھا ہے' موسیٰ خیل قبیلہ بیٹھا ہے' لورالائی میں مختلف اقوام جن کی نمائندگی طور اوتمانخیل کررہے ہیں، آئیں یہ کیا ہورہا ہے اِس کے لیے کیا کِیا جائے اُس میں باقی چیزیں تو دور کی بات ہے جیسے خیر جان نے کہا کہ وہ مداخلت کتنی ہورہی ہے کہ کیا کیا وہ باتیں وہ جا کر کے کرتے ہیں۔ایک ٹیلیفون میرے خیال میں مَیں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ میرے دوسرے colleague بھی اِدھر ہوں گے کہ اُنھوں نے ایک ٹیلیفون کال کرنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی۔موسیٰ خیل میں ایک بہت' میرا حلقہ ہے بہت ایماندار افسر بھیجا گیا ہے کیونکہ اُس کے ساتھ بھی R لگا ہوا ہے، سوشل میڈیا پر' ہر جگہ پر توقیر شاہ ایک نائب رسالدار ہے اُس نے سات bag کہتے ہیں اللہ نے نہ ہمیں اتنی توفیق دی ہے نہ ہم کو کہ ڈیزل کی سمگلنگ ہے اِس چیز میں ہم پڑیں۔تین تین لاکھ روپے سات بیگوں سے 21 لاکھ روپے لیے ہیں جا کے ڈی سی صاحب کو پہنچائے ہیں۔سوشل میڈیا کی مَیں بات کررہا ہوں مَیں اُس پر الزام تراشی نہیں کررہا ہوں۔دنیا جہاں کی اُس پر باضابطہ ریکارڈنگ بھی ہے سلسلہ بھی ہے

وہ سمگلروں نے زور دیا وہ تو قیر شاہ گیا جا کر پھر اپنے ڈی سی صاحب سے کہا کہ خدا کے واسطے یہ پیسے اپنے واپس لو۔ تو حالت اِس وقت یہ ہوگئی ہے کہ جہاں بھی آپ دیکھیں۔ مَیں نے نشاندہی کی ہے کہ BLA کو صرف مَیں نے دُکی کی مثال دے دی تھی آٹھ ہزار ٹن daily نکلتا ہے average ۔ کانٹے پر پانچ سو روپے کی پرچی BLA کی کٹتی ہے باقی جو کٹتی ہیں وہ آپ کو بھی معلوم ہے مجھے بھی معلوم ہے مَیں اب گہرائی میں نہیں جانا چاہتا۔ اِسی طریقے سے آپ کا شاہرگ اور مارواڑ اور مچھ۔ یہ تو مَیں کوئلے کی بات کر رہا ہوں باقی چیزیں جو ڈیزل کی سمگلنگ ہو رہی ہے اس میں BLA کو کیا حصہ جا رہا ہے۔ جس کی ڈیلی انکم BLA کی کروڑوں میں ہوگی۔ تو وہ کیوں اپنی ریاست قائم نہیں کریں گے کیوں وہ جدید ہتھیاروں سے ہم لوگوں پر حملے نہیں کرے گی۔ کیوں وہ ہماری فورسز کے پاس تین کلومیٹر والا یا سات کلومیٹر والا ڈرون ہے اُنکے پاس تیس کلومیٹر والا ڈرون ہیں۔ انتظامیہ پتہ نہیں کس سمت میں جا رہی ہے۔ کہ سمگلنگ ڈیزل کی فلاں، پیسے اکٹھے کرو اور کچھ نہیں۔۔۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب معذرت کے ساتھ آپ کے پاس کیبنٹ کا فورم موجود ہے۔ آپ being a member of treasury benches. آپ خود ایک۔۔۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ: جناب اسپیکر! مَیں کیبنٹ میں بھی یہ چیزیں اُٹھاؤں گا آنے والی میٹنگ میں۔ بات یہ ہے کہ کم از کم لوگوں کو آپ تحفظ دیں۔ بھلے آپ جو کرتے ہیں ہماری طاقت نہیں ہے آپ کو روکنے کی ڈپٹی کمشنر کون سا کدھر جا رہا ہے وہ مجھے بھی معلوم ہے آپ کو بھی معلوم ہے پوری دنیا کو معلوم ہے کس طریقے سے جا رہے ہیں۔ باقی جو ہوتا ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مہربانی کر کے ہمیں تحفظ دیں ہمارے لوگوں کو تحفظ دیں اس وقت خاص کر کے ہمارا ایریا سی ایم صاحب کا ایریا میرا ایریا لونی کا ایریا یہ موسیٰ خیل کا ایریا ہم under threat ہیں سرِعام ہم پر وارداتیں ہو رہی ہیں تو میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں ہے، مَیں اس گورنمنٹ کا حصہ ہوں لیکن writ of government ہونی چاہیے۔ ایک اچھا آفیسر بیٹھا ہوا ہے مقامی آفیسر ہے اُسکو نکال کے امپورٹڈ آفیسر وہاں لایا جاتا ہے کس وجہ سے؟ کیا ہمارے بی سی ایس یا پی ایس ایس آفیسرز اتنے نااہل اور ناکارہ اور نکمے ہیں تو پھر انہیں سروسز سے ٹرمینیٹ کیا جائے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جیسے کہ خیر جان صاحب نے کہا کہ ایک ڈی سی یا اے سی اُٹھ کر جا کر کے ناکوں پر لوگوں کو کان پکڑوائیں یہ کس ethics میں ہیں۔ یا لوکل کونسل کے جو چیئرمین صاحبان ہیں وہ منتخب ہو کر کے آتے ہیں وہ کوئی خیراتی تو نہیں ہیں ووٹ لیکر کے آتے ہیں آپ اُنکے ساتھ جا کے جو سلوک کریں اور ہم خاموش رہیں یہ زیادتی ہوگی۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: میر اسداللہ صاحب چونکہ موجود نہیں ہیں اُنکا توجہ دلاؤ نوٹس جو کہ۔۔۔

قائد ایوان: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی پلیز۔

قائدایوان: سردار صاحب نے جو باتیں کہی ہیں وہ تو ظاہر ہے سردار صاحب کے پاس کیبنٹ کا فورم ہے ہم وہیں discuss کرلیں گے اور یہاں میں مناسب نہیں سمجھتا ہوں کہ اُن باتوں کو rebuttal کیا جائے۔ڈاکٹر صاحب نے جو بات کی ہے جی That is very important اگر ڈاکٹر صاحب کی satisfaction ' ویسے تو تاریخی طور پر ہم politicians وہ لوگ ہیں چاہے وہ ڈسٹرکٹ کونسل کے ہوں، چاہے ہم وہ MPAs ہوں چاہے MNAs ہوں، بیوروکریٹ کی انکوائری وہ بیوروکریٹ کرتا ہے۔ جج کی انکوائری جج کرتا ہے۔ جرنیل کی انکوائری جرنیل کرتا ہے۔ ہم وہ بدقسمت ہیں کہ ہماری انکوائری اور لوگ کرتے ہیں۔۔۔(ڈیسک بجائے گئے) تو لہٰذا اگر satisfaction نہیں ہے آپ کی دو ممبرز اپوزیشن سے اور دو ممبرز گورنمنٹ سے nominate کردیں وہ اِس واقعہ کی انکوائری کریں گے اگر وہ اُس افسر کا قصور ہو گا اُس کو سزاوار ٹھہرا دیں' پارلیمنٹ ٹھہرادے ہم اُس کو سزا دے دیں گے۔ That is so simple.

جناب اسپیکر: thank you۔ابھی چونکہ اسداللہ بلوچ صاحب موجود نہیں ہیں اُن کا توجہ دلاؤ نوٹس جو کہ صحت کے متعلق تھا وہ بھی ڈیفر کیا جائے گا' اگلے سیشن تک کیا جاتا ہے۔مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔بہت شکریہ اسپیکر صاحب! لیکن آج مجھے جو بات کرنی ہے وہ بارڈر کے متعلق روزگار کے متعلق ہی ہے۔ یہ ہماری اسمبلی میں موجود جتنے بھی ساتھی ہیں آپ سمیت ہم تمام ایک بارڈر علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلوچستان میں پہلے سے کتنی بیروزگاری ہے۔ کتنے نوجوان یہاں بیروزگار ہیں۔ جون کے مہینے میں یہ جو بجٹ پیش ہوا اُس میں بھی حکومت نے بتایا ہم پانچ ہزار چھ ہزار سے زیادہ نوکریاں نہیں دے سکتے۔ ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ جب آپ کو نوکری وفاقی حکومت نہیں دے سکتی ہے اور آپ نہیں دے سکتے جو لوگ روزگار کر رہے ہیں چمن سے لے کر گوادر تک یہ جو بارڈر پر کاروبار ہو رہا ہے تو اِس پر پابندی آپ کیوں لگاتے ہیں۔کل ہمارے جیونی کے ایک ایف سی کے صوبیدار نے ایک آرڈر جاری کیا ہے کہ جو بھی گاڑی مجھے روڈ پر نظر آئی مَیں اُسکو پکڑوں گا۔ باقاعدہ لوگوں کو دھمکیاں دے رہا ہے۔اور آئی جی ایف سی صاحب فیصلے کر رہا ہے ڈپٹی کمشنرز کو کمشنرز کو ہدایات دے رہا ہے کہ میں کسی صورت میں بلوچستان کے سڑکوں پر مجھے گاڑیاں نظر نہیں آنی چاہئیں۔ میرا سوال ہے کہ بلوچستان سے منتخب لوگ میں اور آپ بیٹھے ہیں ہزاروں لوگ مجھے اور آپ کو ووٹ دیتے ہیں ایوان میں بھیجتے ہیں اور فیصلے کوئی اور کرتا ہے مجھے یقین ہے کہ صوبائی کابینہ میں یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ چمن بارڈر بند ہو،صوبائی کابینہ نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ ماشکیل بارڈر بند ہو،صوبائی کابینہ نے یہ فیصلہ نہیں کیا، پنجگور، تربت، گوادر کا بارڈر بند ہو، یہ کس نے فیصلہ کیا ہے؟ یہ کون فیصلہ کرتا ہے؟اور وہ لوگ فیصلہ

کرتے ہیں خود ارب پتی بن رہے ہیں اسپیکر صاحب! یہ جو کوسٹ گارڈ کے بارے میں پچھلے دِنوں میر اسد نے بات کی، تلار چیک پوسٹ ہے تلار چیک پوسٹ، گوادر اور تربت کے درمیان، یہاں ایک گاڑی سے ڈیڑھ لاکھ روپے کوسٹ گارڈ لیتا ہے، تاکہ گاڑی کراچی کے پاس ایک گاڑی 5 لاکھ، 6 لاکھ روپے ایک گاڑی کوسٹ گارڈ لیتا ہے۔ ایک رات پنجگور کے ٹوکن، پنجگور اور تربت میں ٹوکن پر راتوں کروڑوں روپے لوگ لیتے ہیں۔ ایف سی اور کوسٹ گارڈ کے لوگ، اور خوار و ذلیل ہیں ہمارے نوجوان۔ مَیں یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہم، ہمارے نوجوانوں کو آپ روزگار نہیں دیتے خُدا کے واسطے آج بلوچستان جل رہا ہے آج کیا ہمیں بارڈر کی بندش کا فیصلہ کرنا چاہیے یا کھولنے کا فیصلہ کرنا چاہیے؟ ہمیں آج روزگار کو۔ روڈوں پر گاڑیاں پکڑنے کا فیصلہ کرنا چاہیے یا نوجوانوں کو گلے لگانا چاہیے؟ آج یہ سخت سے سخت فیصلے کیوں کرتے ہیں؟ یہ بلوچستان کے ساتھ دُشمنی نہیں ہے؟ یہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ دُشمنی نہیں ہے؟ یہ بلوچستان کے نوجوانوں کے ساتھ دُشمنی نہیں ہے؟ مَیں اپنے گوادر کے ایک نوجوان مَیں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی کہا، رضوان نامی ایک نوجوان ہے بیلا میں خودکش اُس نے کیا ہے رضوان۔ رضوان پتہ ہے کون تھا اسپیکر صاحب؟ بارڈر کا ایک مزدور تھا، تین دفعہ کوسٹ گارڈ نے اُس پر تشدد کیا پھر اپنا اُس بورڈ کو وہیں پھینک کر کے اپنے جسم پر بم باندھا جا کے بیلہ میں پھٹا۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ کے یہ فیصلے خودکُش بمبار تیار کر رہے ہیں۔ آپ جو فیصلے کرتے ہیں نوجوانوں کو ہزاروں کی تعداد میں آپ پہاڑ کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ تو آپ خُدا کے واسطے میں صوبائی حکومت کو بھی وفاقی حکومت کو بھی کہتا ہوں، روزگار دیں یہ بلوچستان کے فیصلے ہم کریں منتخب لوگ کریں ایف سی کیوں کریں؟ آئی جی ایف سی کیوں بلوچستان کے فیصلے کریں کوسٹ گارڈ والے کیوں فیصلے کریں اسپیکر صاحب! آئی جی ایف سی کیوں فیصلہ کریں ہمارے؟ اِسلام آباد والے کیوں ہمارے فیصلے کریں؟ ہمیں اہلیت نہیں ہے؟ ہمیں صلاحیت نہیں ہے؟ ہم کیا بلوچستان کے باشندے نہیں ہیں؟ اور یہ کیوں آپ بارڈر بند کر کے آج نوجوان ہزاروں کی تعداد میں لوگ احتجاج کرتے ہیں ہزاروں کی تعداد میں لوگ فریاد کر رہے ہیں کوئی سُننے والا نہیں ہے۔ کوئی، کوئی ایک سننے والا نہیں ہے کہاں فریاد کریں یہ لوگ؟ پارلیمنٹ والوں کی یہ حالت ہے ہم بحث کر رہے ہیں کہ جب بلوچستان جل رہا ہے، دُکی میں مزدور مر رہے ہیں اور باقی مزدوروں کو کان پکڑوا رہے ہیں ایف سی والے کہ اگر آپ نے مزدوری کی روڈ پر آپ کو کان پکڑوا لیں گے۔ وہاں کان میں لوگ قتل ہو رہے ہیں اور شاہراہوں ایف سی کو لوگوں کو مرغا بنا رہی ہے۔ تو مجھے آپ بتائیں کہ نوجوان پارلیمنٹ میں آئیں گے؟ نوجوان قانون مانیں گے؟ نوجوان آئین مانیں گے؟ ایک طرف ایف سی کے کرنل اور جنرل ارب پتی بن رہے ہیں بلوچستان میں ،کوسٹ گارڈ کے کرنل اور جنرل یہاں لوٹ کر کے اپنے جائیدادیں بنا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا اِس طرح ہے ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میری بات سُنیں مکمل کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ہدایت الرحمٰن صاحب میں آپ سے صرف ایک گزارش کرتا ہوں۔

مولانا ہدایت اللہ بلوچ: اسپیکر! مَیں مکمل کرتا ہوں میں بلوچستان کی نمائندگی کر رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ کی رہنمائی کے لیے مَیں ایک گزارش کردوں آپ اِس طرح کریں یہ آپ کی باتیں بالکل ساری 100 % صحیح ہم اِتفاق کرتے ہیں آپ اِس کو ایک قرارداد کی شکل میں لائیں اور آپ یہ کہیں کہ بلوچستان کے اندر سمگلنگ کی اجازت دی جائے۔

مولانا ہدایت اللہ بلوچ: دیکھیں سمگلنگ سے پہلے مَیں کرپشن کی بات کرتا ہوں سمگلنگ کیوں سمگلنگ قرآن میں آیا ہے ناجائز ہے؟ قرآن میں آیا ہے؟ قانون میں کرپشن بھی ہے۔

جناب اسپیکر: مَیں نے کہا آپ قانون کے مطابق چلے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میری بات سنیں۔ میری بات سنیں زاہد صاحب۔۔۔(مداخلت)۔۔۔ دیکھیں میری بات سنیں۔

جناب اسپیکر: نہیں، لیا ہے نا اِسکو۔ جناب آپ۔۔۔(مداخلت)۔

میر زابد علی ریکی: آپ پیٹرول اور ڈیزل کو سمگلنگ نہیں کہہ سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو کیا کہے اُس کو؟

میر زابد علی ریکی: یہ روزگار ہے یہ سمگلنگ نہیں ہے خُدارا، خُدارا میں کہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! اِس کو سمگلنگ کا نام مت دے دیں۔

جناب اسپیکر: نہیں۔ میری بات سنیں۔ جو بھی چیز آپ انٹرنیشنل بارڈر کو cross کرتے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: قانون ساز اسمبلی ہے سی ایم صاحب، قائد ایوان صاحب ہم کیا کریں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ٹھیک ہے آپ بند کریں۔ لیکن آئین میں۔

میر زابد علی ریکی: آپ بتاؤ آپ ملازمت دے دیں آپ ایک دم وہ ٹوٹل چمن سے لے کر آپ گوادر تک۔

جناب اسپیکر: ہم agree کرتے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: نوشکی تک۔ چمن آپ کا ہے، چمن آپ کا ہے جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: ہم agree کرتے ہیں۔ میں آپ کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔

میر زابد علی ریکی: کیا حالت چمن میں گزر گیا بیچارے لوگوں کا۔

جناب اسپیکر: مَیں آپ کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ یہ غلط ہے۔۔۔(مداخلت) مَیں کہتا ہوں یہ ٹھیک ہے آپ کی بات صحیح ہے۔مَیں agree کرتا ہوں آپ کہتے ہیں اِس کو میں نے کہا ایک شکل دے دیں گورنمنٹ آف بلوچستان سے یا فیڈرل گورنمنٹ سے اِس کی اجازت لیں آپ۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بات سنیں۔بات سنیں بات۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اسپیکر صاحب! مَیں آپ سے عرض کروں۔ یہ تمام میرے لیے قابل احترام ہے لیکن تھوڑا سا مَیں آپ کو بتا دوں کہ یہ ڈیزل کا اجازت کس نے دیا؟ اور کیوں دیا۔ اِس کی کیا بیک گراؤنڈ تھی اگر سمگلنگ تھا تو جنرل سرفراز نے اُس وقت وہاں کے حالات کو دیکھ کر اور اُس نے بہت بڑی debate کی اِس کے بعد تب جا کے اُس نے گاڑیوں کی رجسٹریشن شروع کی، کیا اُس وقت آئین موجود نہیں تھا؟ کیا اُس وقت وہ سمگلنگ نہیں تھا لیکن ہم اور آپ اسپیکر صاحب! ایک ایسے حالات سے گزر رہے ہیں وہ بالکل میں بارڈر کا ہوں، چلو ڈیزل نہیں آتا تھا، پندرہ بیس سال پہلے ہمارے انڈے سے لے کر مرغی بھی ایران سے آتا تھا، ٹماٹر بھی ایران سے آتا تھا۔تو میری آپ دوستوں سے گزارش ہے کہ یہ issue ہے یہ کوئی اسپیکر صاحب! 25 سے 30 لاکھ لوگوں کے بلوچستانیوں کا' یہ صرف نہیں ہے کہ یہ بارڈر area ہیں یہ تمام بلوچستان کی ہیں۔اِس کو آپ لوگ سنجیدگی سے لے لیں اِس کو محض اِس طرح اسپیکر صاحب ٹھیک ہے اب اُس فلاسفی کو رَد کرو جو، وہ بھی IG FC تھا ناں' پھر کور کمانڈر بن گیا مَیں تو گواہ ہوں۔مَیں اُس تمام اُونچ نیچ کا گواہ ہوں کہ اُس کو با قاعدہ طور پر اِس لیے یہ اِجازت دی گئی کہ وہاں پر روزگار نہیں ہے' لوگوں کے allegations ہیں' مایوسی ہے' اِس کو ختم کریں۔تو مَیں' آپ ہیں' وزیر اعلیٰ صاحب ہے بجائے اِس کے کہ ہم اُس کو صحیح کہتا ہے۔مَیں بھی تین ہفتہ پہلے گیا تھا گوادر ہمارے لوگوں کے اِتنا بُرا حال ہے۔اچھا اِس میں اب میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ اِن میں beneficiaries تو وہ ہیں وہ driver وہ مالک کو بیچارے کو 20 ہزار روپے ملتا ہے۔ٹھیک ہے ناں وہ کہاں جاتا ہے؟ مَیں آپ کو ایک ایک اِنتظامیہ سے لے کر FC، کسٹم and آپ کوسٹ گارڈ، میر صاحب! یہ غریب لوگ اُن کے لیے محنت مزدوری کر رہے ہیں پیسے تو اُدھر جا رہا ہے ابھی مناسب فورم نہیں ہے یہ پیسے کہاں کہاں نہیں جا رہے ہیں۔ اگر ہم نے جس دن اپنا منہ کھولا تو پھر بہت بُرا ہوگا۔یہ تو پیسے اِسلام آباد بھی جا رہے ہیں۔دیکھیں ناں میں آپ سے گزارش کرتا ہوں اِس کو دو لائنوں میں' آپ لوگ یہ نہ کہیں کہ اسمگلر ہے۔یہ ہماری ضرورت ہے۔یہ بارڈر ٹریڈ ہماری ضرورت ہے۔جس دن اگر آپ لوگوں نے اِس کو بند کیا ناں اِس کے بھیانک results نکلیں گے' آپ کی مرضی ہے۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔جی قائد ایوان صاحب!

میر سرفراز خان بگٹی (قائد ایوان): دیکھیں جناب اسپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ کوئی اس میں دو رائے نہیں کہ بلوچستان کے لوگوں کے پاس روزگار کے مواقع نہیں ہیں۔ جہاں وہ مواقع تربت کے لوگوں کے پاس نہیں ہیں وہاں جھل مگسی کے لوگوں کے پاس بھی نہیں ہیں۔ وہاں وہ بارکھان کے لوگوں کے پاس بھی نہیں ہیں، صحبت پور کے لوگوں کے پاس نہیں ہیں لورالائی کے لوگوں کے پاس بھی نہیں ہیں۔ اب یہ ایک۔۔۔ (مداخلت) جی بالکل وہاں تو سب so and so on سے برا حال ہے اُن کا۔ تو گزارش یہ ہے کہ جناب اسپیکر! یہ قانون ساز اسمبلی ہے۔ اب اس میں کچھ چیزیں آف دی ریکارڈ گپ شپ ہوتی ہیں۔ فرض کریں کہ جنرل سرفراز کو اللہ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اُنہوں نے اگر ایک غیر قانونی کام کیا تھا تو پھر جنرل پرویز مشرف نے بھی ایک غیر قانونی کام کیا تھا۔ پھر اُس کو admit کر لیں کہ جی وہ اُس کا غیر قانونی کام بھی ٹھیک تھا تو اُس کا بھی ٹھیک تھا۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم غیر قانونی کام کو کم از کم اسمبلی میں debate نہیں کر سکتے۔ دُنیا ہمیں سن رہی ہے ہم سمجھتے ہیں بلوچستان کے معروضی حالات کو۔ آپ ہم سے آکے مولانا صاحب سے اس میں میری بڑی detailed discussions ہوتی ہیں، ڈاکٹر صاحب سے ہوتی ہے۔ ہم اس پر ایک علیحدہ سے پارلیمنٹریز بیٹھ جاتے ہیں اور اس پر کوئی سوچ بچار کرتے ہیں قانون ساز اسمبلی میں غیر قانونی باتیں کرنا، یہ ٹریڈ، بلوچستان کے لوگوں کی مجبوری کو سمجھتے ہوئے آپ سو دفعہ کہیں لیکن قانون اور آئین کے مطابق It is not a trade یہ بات آپ کی درست ہے اور یہ قانون ساز اسمبلی میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں پوری دنیا سن رہی ہے۔ تو ہم علیحدہ بیٹھ کر یہ بات کریں گے۔ بالکل بلوچستان کے معروضی حالات کو دیکھیں گے۔ special measures لینے پڑتے ہیں جب special circumstances ہوں۔ آج بلوچستان میں ایک serious separatist movement چل رہی ہے، آج بلوچستان میں دہشتگردی کا یہ عالم ہے کہ جس طرح سردار صاحب نے کہا کہ ایک ڈویژن میں 80 سے زیادہ لوگ مارے جاتے ہیں پچھلے دو مہینوں میں۔ اسی طرح کہاں کہاں، کون سا بلوچستان کا ضلع ہے جہاں امن ہے۔ ایسی صورت میں special circumstances میں special measures لیے جاتے ہیں۔ اگر یہ special measures اس لیے تھے کہ ہم نے ٹوکن سسٹم دے دیا تو یہ ٹوکن سسٹم میں ڈیرہ بگٹی کے لوگوں کا حق کیوں نہیں ہے، اس ٹوکن سسٹم میں باقی یہ جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اِن کا حق کیوں نہیں ہے۔ تو یہ صرف bordering areas کے لوگ کیوں یہ ٹوکن enjoy کرتے ہیں۔ اور میں ڈاکٹر صاحب کی بات سے سو فیصد متفق ہوں کہ اس کے بڑے beneficiaries وہ بیچارہ زمیادوالا نہیں ہے۔ اس کے بڑے beneficiaries اور لوگ ہیں۔ اور وہ بڑے beneficiaries کے نام بہت جلد آپ کے ساتھ share ہو جائیں گے کہ کون لوگ ہیں۔ اربوں ڈالرز کا۔ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے کیا کہتے ہیں اربوں ڈالرز کا نقصان ہو رہا ہے پاکستان کا۔ آپ وہ اُن پیسوں کا جو

نقصان کررہے ہیں اُس سے اچھا یہ ہے کہ وہ دے دیں bordering areas کو۔آپ BISP کی صورت میں دینا چاہتے ہیں۔آپ اخوت کی صورت میں جو ہمارا پروگرام آیا ہے نوجوانوں کا۔ بیروزگاری کا خاتمہ کیا سرکاری مشینری ہے روزگار مہیا کرنے کی؟ سرکار نے کیا کیا آپ کی حکومت نے پہلی دفعہ ہم کرنے جارہے ہیں کہ ہم تیس ہزار نوجوانوں کو skilled، اٹھارہ تاریخ کو ہمارا اُس کا inauguration program ہے۔ initial stages میں ہمارے 2500 سے زیادہ بچے جارہے ہیں skilled ہوکر یورپ اور گلف میں۔ وہ وہاں جائیں گے remittances کا باعث بنیں گے۔تو روزگار کے لیے سرکار کو کوئی مواقع پیدا کرنے ہوتے ہیں۔سمگلنگ کوئی روزگار کے مواقع نہیں ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ تربت کے وہ لوگ جو زمیاد چلاتے ہیں کیا future ہے؟ ہم اپنے نوجوان کو یہ future دے رہے ہیں کہ آپ graduation کرنے کے بعد ایک زمیاد گاڑی میں بیٹھیں اور وہ ایک قسم کا بم ہوتا ہے ہائی وے پر چلتے ہوئے جہاں اُس کا کسی کے ساتھ collision ہوگیا تو اُدھر جا کر وہ پھٹے گا۔اور اُس کی لاش تک نہیں پہچانی جاتی۔ Is this is the future? یہ future نہیں ہے۔ بلوچستان کے لوگوں کو روزگار کا موقع دینا ہے، اخوت کے ساتھ ہم نے پروگرام کیا اُس میں سب سے بڑا focus ہمارا جو ہے 14th August کو ہم نے sign کیا وہ bordering districts ہیں۔ کہ ہم اپنے نوجوانوں کو روزگار کے مواقع دیں گے۔ہم اُس کو پروگرام دینگے کہ آپ اپنا بزنس کا پروگرام ہمارے ساتھ share کریں۔ہم آپ کو بلاسود قرضے دیں گے آپ بزنس کریں۔آپ اُس ٹریڈ کو لیگل کرلیں۔تو یہ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ مَیں اکیلے میں تمام دوستوں کے ساتھ بیٹھیں گے قانون ساز اسمبلی میں غیر قانونی باتیں کرنا اور سینئر لوگوں سے کرنا انتہائی نامناسب ہے۔ rebuttal نہیں کرنا ہے۔اس issue کو یہیں چھوڑ دیں۔ہم اکیلے بیٹھیں گے کوئی راستہ ڈھونڈیں گے اللہ کرے کوئی راستہ نکل آئے گا انشاءاللہ۔

جناب اسپیکر: thank you. جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! اس پارلیمنٹ میں اگر تیل کی بات ہورہی ہے یہ غیر قانونی ہے خلاف آئین ہے۔نیشنل اسمبلی اور سینٹ نے بھنگ اور افیوم کی کاشت کی اجازت دی ہے۔وہ پھر کیا ہے؟ اس نے کس قانون کے تحت دی ہے؟ اُدھر تو بھنگ اور آپ افیوم کاشت کرلیں تو یہاں جب ہم بات کریں۔قائد ایوان ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔آپ میرے لیے قابل احترام ہیں۔

قائد ایوان: ڈاکٹر صاحب! آپ مجھ سے زیادہ قابل احترام ہیں۔کہیں پر ریکارڈ درست کرلیں۔ کہیں پر کسی نیشنل اسمبلی میں افیوم کی اجازت نہیں دی گئی۔ بھنگ کے بارے میں پوری دُنیا میں ایک research ہوئی ہے کہ اُس research کو جو بھنگ کے جو positive uses ہیں اُس پر عمران خان صاحب کی حکومت کے time پر ایک

discussion ہوئی اور وہ discussion آج تک discussion کی صورت میں ہے وہ approve نہیں ہوا ہے۔تو یہ کہنا کہ افیوم کی کاشت کو بغیر statistics کے ڈاکٹر صاحب بالکل مناسب نہیں ہے۔ بات اتنی ہے کہ غیر قانونی کام جہاں بھی ہورہا ہے جو چاہے فیڈرل گورنمنٹ کر رہی ہے یا ایک شخص کر رہا ہے تو کیا ہم اُس کو continue کریں۔اگر فرض کریں اول تو یہ بات درست نہیں یہ بات جو ڈاکٹر صاحب نے کہی یہ صحیح نہیں ہے۔فرض کریں کہ اگر فیڈرل گورنمنٹ کل فیصلہ کر لیتی ہے کہ افیوم کا کاشت کر لیں تو کیا ہم غیر قانونی کام میں یا غلط کام میں حصہ دار بنیں؟ Two wrongs does not make one right. تو ہم وہ کام نہیں کر سکتے ہیں۔گزارش اتنی ہے آپ دوستوں سے سب سے once again کہ Please do not discuss this on the Floor of the House.

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

جناب قائد ایوان: This is no doubt کہ یہ سمگلنگ ہے، سمگلنگ تھی، سمگلنگ رہے گی۔لیکن کیونکہ special circumstances ہے بلوچستان کے تو ہم بند کمرے میں special circumstances پر ہم بات کرنے کے لیے تیار ہیں آپ تمام دوستوں کے ساتھ whether you want to come. ہم بات کریں گے اُس پر۔اور پھر بارڈرز وہ فیڈرل گورنمنٹ کا subject ہے۔ بارڈر مینجمنٹ فیڈرل گورنمنٹ نے کرنی ہے پراونشل گورنمنٹ نے نہیں کرنی ہے۔تو ہم فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں گے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: زابد علی ریکی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔آپ بولنے دیں اُن کو تو وہ بولیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! ابھی میں قائد ایوان سے کہنا چاہتا ہوں کہ رات کو رکھتے ہیں یا صبح رکھتے ہیں time رکھیں۔ہم دس پندرہ MPA جا کر اُن کے چیمبر میں ملتے ہیں۔ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں۔آغا عمر صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ آپ کا ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ دیکھیں ناں یہ تو ایک بندہ کھڑا ہے کیا میری شکل خوبصورت اگر نہیں ہے تو وہ الگ بات ہے اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: آغا صاحب! مختصراً آپ کہیں پھر اُنہوں نے speech مکمل کرنی ہے۔آگے پڑی ہوئی ہے اُن کی speech ابھی۔ just two minutes بس۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ کون سی بات ہے ایک بندہ کھڑا ہے آپ سب کو باری دے رہے ہیں کہہ رہے ہیں کہ صبر کریں۔ یہ کون سا قانون ہے۔

جناب اسپیکر: چلیں آغا صاحب! آپ تشریف رکھیں ایک منٹ کے لیے آپ بیٹھیں جی۔ جی مولوی صاحب بولیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: میں زیادہ بات نہیں کروں گا۔ دیکھیں قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اسپیکر صاحب سب سن لیں۔ قرآن میں ایک بندے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ وہ حرام بھی کھا سکتا ہے، وہ ہے بھوکا۔ آپ کا قانون نہیں مانتا۔ جب وہ قرآن پاک کو نہیں مانتا وہ اللہ اور اسکے رسول کا بھی انکاری ہو جاتا ہے بھوکا۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے قانون میں سمگلنگ، بھائی روزگار دینا آئین پاکستان میں کس کی ذمہ داری ہے؟ 1973ء کے آئین میں روزگار کی ذمہ داری کس کی ہے آپ کی ہے آپ پورا کر رہے ہیں؟ یہ غیر قانونی نہیں کر رہے ہیں۔ آپ 35 لاکھ لوگوں کو پہلے روزگار دیں' ماہانہ ایک لاکھ روپے تنخواہ جاری کریں۔ ریاست کا کام پہلے روزگار دینی ہے بعد میں فیصلے کرنی ہے۔ ہمارے یہاں بدقسمتی یہ ہے کہ پہلے ہم بھوکا مارتے ہیں پھر آئین اور قانون کی بات کرتے ہیں۔ پہلے تو آپ لوگوں کو روزگار دیں۔

جناب اسپیکر: جی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں آپ کہتے ہیں یہ سمگلنگ ہے۔ بھئی کرپشن' بلوچستان میں پاکستان میں کتنی کرپشن ہے اسپیکر صاحب؟ آپ یہ پانچ ارب روپے جو آپ خرچ کر رہے ہیں بلڈنگ پر آپ بارڈر کے لوگوں کو روزگار دیں بلڈنگ پر خرچ نہ کریں۔ یہ پانچ ارب روپے ہمارے تیس لاکھ لوگوں کو نوکری دے دو، پانچ ارب روپے ہمارے نوجوانوں کو بلڈنگ کی کوئی ضرورت نہیں ہے نہ یہ بلڈنگ بنائیں۔ ہمارے بلوچستان کے لوگ دھرنے نہیں دے رہے ہیں کہ ہماری بلڈنگ بہت پرانی ہے۔ بلوچستان کے لوگ مر رہے ہیں کہ ہمیں روزگار نہیں ہے ہمیں روزگار دو۔ میں اسمبلی فلور پر کہہ رہا ہوں کہ بلوچستان میں جب آپ بارڈر، بارڈر کی بندش کے فیصلے ہم نہیں کر رہے ہیں منتخب لوگ نہیں کر رہے ہیں اسپیکر صاحب، یہ غیر منتخب لوگ کر رہے ہیں۔ ہم لوگ نہیں کر رہے ہیں۔ یہ ہماری توہین ہے۔ آئی جی ایف سی فیصلے کر رہا ہے کیوں کرتا ہے فیصلے ہمارے؟ فوج کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ہمارے فیصلے کرے، آئی جی ایف سی کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ ہمارے فیصلے کرے، کوسٹ گارڈ کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ اگر وزیراعلیٰ صاحب فیصلے کر رہے ہیں اعلان کریں میڈیا میں اعلان کریں کہ سرفراز بگٹی صاحب نے فیصلہ کیا ہے بارڈر بند کرتے ہیں، اعلان کر دیں بلوچستان کے لوگوں کو پتہ چل جائے کہ بلوچستان کی کابینہ بلوچستان دشمنی پر مبنی ہے۔ تاکہ بلوچستان کے بارڈر کے فیصلہ میں بلوچستان کابینہ شامل ہے۔ ایسا نہیں ہوگا یہاں کے کرنل اور جنرل بلوچستان کی لوٹ مار کریں اور بلوچستان کو کہیں کہ یہ تو غیر قانونی ہے تو جزیرے بنانا

بھی غیر قانونی ہے۔تو کرپشن کرنا بھی غیر قانونی ہے یہاں چوری کرنا بھی غیر قانونی ہے۔ پاکستان میں اجازت نہیں ہے کرپشن کرنا۔ اگر آپ نے یہ بارڈر نہیں کھولے اگر آپ نے یہ فیصلہ، اگر ایپکس کمیٹی ہو یا وفاقی حکومت ہو اگر بارڈر آپ نے نہیں کھولے تو پورے پاکستان کی فوج بلوچستان میں لے آؤ آپ امن کام نہیں کر سکتے۔حافظ منیر آئیں بلوچستان میں بیٹھ جائیں بھی اب میں قسم کھا کے کہتا ہوں بلوچستان میں امن نہیں لا سکتے۔آپ بارڈر کھولیں روزگار دیں تو انشاء اللہ بلوچستان میں امن قائم ہوگا۔

جناب اسپیکر: thank you اپنا مولانا صاحب۔جی ایک منٹ۔جی شعیب صاحب جی۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ): مولانا صاحب کے جو معاملات تھے اُس پر سی ایم صاحب نے جو جواب دے دیا کہ یہ ایسا issue ہے جس پر پورے بلوچستان کے special حالات کو دیکھتے ہوئے آف دی ریکارڈ چیزوں کو discuss کیا جا سکتا ہے کہ چیزوں کو بہتر انداز میں لے جایا جا سکے۔لیکن میں اپنے بھائی سے پوچھوں گا میں اس بات کے خلاف نہیں ہوں چونکہ میرا علاقہ بارڈر کے نزدیک مجھے پتہ ہے لوگوں کا روزگار اس سے منسلک ہے۔لیکن اس کے لیے proper forum ایسی جگہ دستیاب ہے جیسے سی ایم صاحب نے فرمایا کہ اس قانون ساز اسمبلی میں اگر ہم ایسی باتیں کریں گے جو خلاف قانون ہوگا تو ہمارے optics دنیا میں کیا جائیں گے کہ ہم قانون بنا نہیں رہے قانون توڑ رہے ہیں۔لیکن چونکہ حالات ایسے ہیں کہ بلوچستان کے special ان چیزوں کو سوچنا چاہیے۔تو آپ کی بات سے پوری اسمبلی متفق ہے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔لیکن میں یہ بھی بتاؤں کہ بلوچستان کے حالات کی بات کی، اللہ کرے بلوچستان کے حالات بہتر ہوں لیکن جہاں یہ معاملات چل رہے تھے جہاں یہ ٹوکن وغیرہ تھے جہاں بلوچستان میں دیگر چیزیں تھیں لیکن بلوچستان کے حالات ٹھیک نہیں تھے بلوچستان کے حالات اس وقت بھی خراب تھے تو بلوچستان کے حالات کو ٹھیک کرنے کے لیے ہم سب کو اکٹھا ہو کر ایک بہترین پالیسی کی طرف جانا ہوگا۔اب چونکہ یہ معاملہ ہے اس معاملے کے بارے میں سی ایم صاحب نے clearly یہ بات کہہ دی کہ سارے دوست اکٹھے بیٹھیں گے آف دی ریکارڈ ایک راستہ نکالنے کی کوشش کریں گے میرے خیال سے اس discussion کو مزید یہیں پر ہی windup کر دیں زیادہ بہتر ہے۔

جناب اسپیکر: thank you. آغا صاحب! جی جی please آغا صاحب۔

پرنس احمد عمر احمدزئی: اس میں سی ایم صاحب کے ساتھ بولتے ہیں کہ agree to disagree کروں گا ایک چیز پر احترام کے ساتھ۔کیونکہ جی دیکھیں 18 ہزار نوکریوں سے بلوچستان میں ایک چیز start ہو سکتی ہے جو کہہ رہے ہیں بہت اچھا کر رہے ہیں اور جہاں تک یہ فورم کی بات ہے اگر ہم اس فورم پر بات نہیں کریں جو چیزیں اس وقت بلوچستان میں ہو رہی ہیں وہ فورم سے بھی زیادہ چیزیں ہو رہی ہیں۔جس طریقے سے ہائی ویز ہمارے بلاک ہو کے مزدوروں کو مارا

جا رہا ہے عام شہری وہاں مارا جا رہا ہے ہمارے مزدور مارے جا رہے ہیں۔ اگر ہم اس فورم پر بات نہیں کریں گے۔ یہی تو صرف ایک فورم ہے جہاں ہم بات کر سکتے ہیں اور ادھر ہی سے ہی حل نکلیں گے اگر ہم اس پر بات کریں گے۔ جیسے سی ایم صاحب نے کہا کہ ہم اس پر ایک کمیٹی بنائیں گے تو بات کرنا میں سمجھتا ہوں اس پر غلط ہے کہ ہم بند کریں ہم بات کریں ہم چیزوں کو نوٹیفائی کریں۔ جیسے مولانا صاحب نے کہا جیسے میری بہن نے کچھ عرصہ پہلے کہا کہ ہمارے نوجوان اس وقت باغی ہو چکے ہیں۔ ہم اس وقت اپنے نوجوانوں کو نوکریوں پر نہیں لا سکتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت 27 لاکھ نوکریاں چاہئیں ہمارے نوجوانوں کو۔ ہم ایک start لے سکتے ہیں میں سمجھتا ہوں ہم نے سینیٹ کے فورم پر ہم نے یہ بات کی کہ ایک legal framework بنانا چاہیے ڈیزل پیٹرول کو جیسے ہمارے بھائیوں نے جتنی یہاں بات کی اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہم bordering area کے ساتھ ہیں۔ اور اس وقت law and order کا جو معاملہ بلوچستان میں خراب ہوا ہے۔ وہ ایک different peak پر چلا گیا ہے۔ ہم نے اُس پر یہ کہا کہ جی ایک اس پر ٹیکس ہو جس طرح سی ایم صاحب نے کہا کہ اس میں ایک سسٹم آئے جو پیسے خوامخواہ لوگوں کی طرف جائیں۔ ایک اُس میں legal tax ہو جو بینک میں جمع ہو سسٹم کا، اور وہ سمجھو border area سے کوئٹہ تک آ سکے۔ کوئٹہ کے بعد آپ بالکل سختیاں کر لیں پورے پاکستان کے اوپر کہ وہ باہر نہیں جا سکے۔ ابھی بھی سختی کے باوجود بھی آ رہی ہیں چیزیں صرف prices میں بڑھوتری ہو رہی ہے۔ تو یہ میرا ایک پوائنٹ تھا جو میں کہنا چاہ رہا تھا تو یہ فورم کو کسی چیز پر ہمیں چاہے legal ہے چاہے illegal ہے discussion کی ضرور اجازت دی جائے اور secondly.۔۔۔

جناب اسپیکر: thank you.جی ok

پرنس احمد عمر احمد زئی: نہیں جی ایک منٹ جی۔

جناب اسپیکر: جی۔

پرنس احمد عمر احمد زئی: دوسرا میں اُس میں کہوں گا جی سریاب کا ایک معاملہ چل رہا ہے گیس کا۔ اُس پر علاقے کو پورے میاں غنڈی کے علاقے کو گیس سے محروم کیا گیا ہے۔ شاید اس وجہ سے کہ چند لوگ اگر بل نہیں دے رہے ہیں تو اس کی وجہ سے، دیکھیں سر! اس وقت بلوچستان میں سردی کی لہر شروع ہو گئی ہے۔ اور اس میں بیٹھ کے سی ایم صاحب اور ہم جتنے ذمہ داران ہیں اُس پر ہم ایک stand لیں کہ اس وقت کوئٹہ بلوچستان کا بڑھایا جائے۔ کیونکہ جتنی سردی ہو گی گیس کی لوڈ شیڈنگ زیادہ ہو گی اور اس سے چوری زیادہ بڑھے گی۔ اور جی قیمت وہ بڑھا رہے ہیں۔ ہر چیز پر ہر دن ٹیرف وہ بڑھا رہے ہیں۔ اور تیسری ایک ضروری چیز کی طرف میں آپ کو لے جاتا ہوں سردار صالح بھوتانی کے گھر پر جی کچھ عرصہ پہلے، ابھی کراچی میں بھی پہلے ہم نے ایک واک آؤٹ کیا کچھ عرصہ ہمارے جتنے ساتھی تھے انہوں نے ہمارے ساتھ واک

آؤٹ کیا۔ اُس کے باوجودہ واپس اُن کے کراچی گھر میں جہاں اُن کی بیٹیاں گھر والے سارے موجود ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جی یہ غیر روایتی چیز ہے۔ as a Balochistani اور بحثیت مسلمان کسی گھر کی پامالی نہیں ہونی چاہیے۔ ہم ہمیشہ بولتے ہیں چادر و چار دیواری۔ چادر و چار دیواری کی کسی طریقے سے ہم favour نہیں کریں گے۔ ہم اُس کے خلاف کھڑے ہوں گے۔ چاہے وہ کوئی بھی چیز ہے وہ کوئی دہشتگرد نہیں ہیں کہ جس کے گھر وہ چھاپے لگ رہے ہیں۔ ہم اس وقت بلوچستان عوامی پارٹی ہم حکومت کے ساتھ ہیں۔ پیپلز پارٹی کو ہم یہاں support کر رہے ہیں۔ فیڈرل میں ہماری سینیٹ support کر رہی ہے۔ نیشنل اسمبلی میں ہم support کر رہے ہیں اگر اس طریقے سے ہمارے پارلیمنٹرین اور ایک سردار محترم شریف آدمی کے گھر پر اگر یہ اس طریقے سے چھاپے لگ رہے ہیں اور چادر و چار دیواری کی پامالی ہو رہی ہے۔ اُس میں جی میں نے اُس دفعہ بھی واک آؤٹ کیا اس دفعہ بھی واک آؤٹ کروں گا اور میں سارے جتنے یہاں بلوچستان کے لوگ ہیں اُن کو بیٹھ کے میں دعوت دیتا ہوں کہ اِس واک آؤٹ میں شامل ہوں تاکہ آئندہ یہ چیزیں نہیں ہونی چاہئیں۔

جناب اسپیکر: آغا صاحب! آپ ٹریژری بنچز سے ہیں۔ آپ کے پاس کیبنٹ کا فورم بھی موجود ہے آپ اس میں۔۔۔

قائد ایوان: جناب اسپیکر! ایک چیز کی correction کر دوں جی۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

قائد ایوان: بلوچستان کے اندر سردار صالح بھوتانی صاحب کے گھر پر کوئی چھاپہ نہیں لگا۔ بلوچستان کی premises میں کوئی چھاپہ نہیں لگا ہے۔ اُن کی چادر اور چار دیواری کا احترام کیا گیا ہے۔ اور بلوچستان کی باؤنڈری سے باہر ہوا ہے تو اُس میں ہم کچھ کر نہیں سکتے۔

جناب اسپیکر: جی دستگیر بادینی صاحب، جی جی۔۔۔(مداخلت) نہیں نہیں آپ کیوں۔ آپ بیٹھیں ناں آپ نے پرچی نہیں بھجوائی ہے اپنی۔

میر غلام دستگیر بادینی: میں آپ سے پہلے کھڑا ہوا تھا جب آپ نہیں آئے تھے۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! اُن کی پرچی آپ سے پہلے آئی ہے آپ کو بھی موقع ملے گا بیٹھیں تشریف رکھیں۔ جی دستگیر بادینی صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: border areas پر کافی بات ہوگئی۔ لیکن جو بارڈر کے ساتھ نزدیک ہیں related ہیں۔ سی ایم صاحب سے request یہ ہے کہ اُن کو کاروبار کرنے دیا جائے۔ کیونکہ PSO وہ Shell and

یہ تیل ہمارے پاس نہیں پہنچتا نہ نوشکی پہنچتا ہے، نہ چاغی پہنچتا ہے، نہ خاران اور واشک۔ تو اس کے لیے Attock request ہے کہ جو نزدیکی areas ہیں، جو بارڈرز کے ساتھ وہ زمیاد میں چھوٹا موٹا اگر تیل آتا ہے۔ کم از کم اُن districts میں لوگ یہ کام اپنی گاڑیوں میں تیل یا چوٹی موٹی زمینداری کر سکتے ہیں۔ بیشک پنجاب نہ جائیں، سندھ نہ جائیں میں اُس کا favour نہیں کرتا ہوں۔ میں بڑے مافیاز کا بھی favour نہیں کرتا ہوں، غریب کا favour کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! point of order پر request کی تھی۔

جناب اسپیکر: آپ کی پارٹی نے واک آؤٹ کیا ہے۔

میر غلام دستگیر بادینی: سی ایم صاحب! مَیں اِسی کے لیے تو کھڑا ہوں سر! تو request یہ ہے کہ سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جناب اسپیکر صاحب! 10 ستمبر کو نوشکی میں افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ اور ہماری جے یو آئی کے سینئر عہدیدار میر ظہور احمد بادینی صاحب کو 10 تاریخ کو نوشکی میں شہید کیا گیا۔ چونکہ میں اسلام آباد میں تھا۔ حاجی زاہد خان ریکی نے یہاں ڈائس پر آپ کے سامنے باقاعدہ طور پر اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا تھا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جناب سپیکر صاحب! میں شاید یہ سمجھتا ہوں، شاید ہم اپوزیشن سے ہیں اور انتظامیہ ہمارے ساتھ تعاون نہیں کر رہی ہے۔ میری جناب وزیراعلیٰ بلوچستان صاحب سے especially گزارش ہے کہ اُن کے لواحقین جمعیت العلمائے اسلام اور پورا اہل علاقہ انصاف کا منتظر ہے۔ میر ظہور احمد بادینی چونکہ نوشکی سے جمعیت العلمائے اسلام سے اور علاقے کے امن وامان کے حوالے سے خیر خواہی میں پیش پیش رہتے تھے۔ تو میری گزارش جناب اسپیکر صاحب! وزیراعلیٰ بلوچستان صاحب سے ہے کہ انتظامیہ کی طرف سے کبھی 40% کبھی 60% کے دعوے ہیں کہ جی ہم نزدیک پہنچ چکے ہیں۔ انتظامیہ ابھی تک ہمارے ساتھ تعاون نہیں کر رہی ہے۔ تو گزارش ہے سی ایم صاحب سے اگر ہم اس معاملے میں، پانچ منٹ دیے جائیں تو اس مسئلے کو ایک مہینہ سے زیادہ گزر چکا ہے اور شہید ظہور احمد بادینی کے قاتل ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔ thank you جی۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ آپ فاتحہ پڑھوانا چاہتے ہیں؟ جی مولوی صاحب۔

مولوی نوراللہ: پشتو میں بولنے کی درخواست ہے؟

جناب اسپیکر: نہیں نہیں مولوی صاحب! آپ اُردو میں بولیں۔

مولوی نوراللہ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًام بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡفَسَادٍ فِی الۡاَرۡضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا ؕ ۔صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَلِیِ الۡعَظِیۡم ۔ جناب اسپیکر صاحب! میں سی ایم صاحب کی حکومت بلوچستان کی اور سیکورٹی اداروں کی توجہ ایک مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ 11 اکتوبر کی شب ساڑھے گیارہ بجے سے لیکر سوا دو

بجے تک ڈُکی کول مائنز کے مزدوروں پر نا معلوم گروہ کی طرف سے فائرنگ ہوتی رہی اور یہ MC کے وسط میں واقع چار کلو میٹر کے فاصلے پر کوئلے کی کانیں ہیں۔ پونے بارہ بجے کرنل ڈُکی کو اور اُس کے فوراً بعد DC ڈُکی کو اس فائرنگ کی اطلاع دی گئی۔ اور یہ سیکورٹی ادارے چار میل کے فاصلے تک تین گھنٹے کے وقت میں نہیں پہنچ سکے۔ اِس واقعے میں 20 پشتون نوجوان مزدور، ابھی تو یہ یہاں کہا جا رہا ہے کہ ڈیزل کی سمگلنگ قانونی ہے یا غیر قانونی؟ چونکہ لوگ بیروزگار ہیں اِس کی اجازت ہونی چاہئے۔ یہ کوئلے کے کانوں میں مزدوری کرنا یہ تو قانونی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم چونکہ عوام کے نمائندے ہیں۔ عوام کی مشکلات و مسائل کو یہاں فلور پر بیان کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ روزگار حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اگر دینا اور روزگار چھیننا بھی حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہمارے کیبنٹ اراکین کیبنٹ کی گفتگو کو یہاں حل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم پر شاید ان لوگوں کی توجہ نہ ہے ہم کس سے بات کریں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! اگر مَیں آپ کو گوش گزار کر دوں ڈُکی کے متعلق ایک قرارداد آ چکی ہے۔ جو کہ اگلے سیشن میں آئے گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ کا نام اُسی میں ڈال دیتے ہیں پھر سارے، باقی لوگ بھی discussion کرینگے۔

مولوی نوراللہ: نہیں، مَیں اپنے عوام کے جو احساسات اور جذبات ہیں اور اُن کا جو اَلم اور دَرد ہے مَیں آج اُس درد کو یہاں پیش کرنا اور بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ok.ok.۔

مولوی نوراللہ: عرض دادئے کہ۔

جناب اسپیکر: اُردو میں اُردو میں please۔

مولوی نوراللہ: خوامخواہ پشتو میں کہوں گا۔ اگر نکالنا ہے آپ کی مرضی ہے۔

جناب اسپیکر: Not permitted, Not permitted. مولوی صاحب۔

مولوی نوراللہ: جناب اسپیکر صاحب! (پشتو) یہ عرض کرتا ہوں بلوچستان میں پشتونوں کے 12 ضلعے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب۔ please اس کا ایک پراپر طریقہ ہے پہلے آپ کو اسکے لئے permission لینی پڑے گی۔ اگر آپ کو اجازت ملتی ہے۔

مولوی نوراللہ: پرسوں ہم نے اجازت لی ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں اِس طرح نہیں ہوتا۔ آپ نے سیشن میں ابھی پرچی بجھوائی ہے ناں۔ یہ آپ کو پہلے ہمیں دینا پڑتا ہے پھر اگر آپ کو اجازت ملتی ہے۔ آپ بیشک بولیں۔ لیکن اِس وقت آپ یہ ہاؤس کی مناسبت سے میرے

خیال سے میں یہ against the rules ہے آپ مہربانی کر کے آپ کی اُردو بہت اچھی ہے۔ہم سب کی سمجھ میں آرہی ہے۔

مولوی نور اللہ: میرے سوال کا جواب آپ نے انگلش میں دیا ہے۔میں نہیں سمجھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ کو اُردو میں دینگے اس کا جواب انشاءاللہ۔

مولوی نور اللہ: نہیں، جب میرے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔

جناب اسپیکر: ہم اِس کا ازالہ کرینگے۔

مولوی نور اللہ: کہ اس کے باوجود آپ اُس زبان میں۔۔۔

جناب اسپیکر: ہم اِس کا ازالہ کرینگے۔انشاءاللہ جو زیادتی ہوئی ہے۔

مولوی نور اللہ: ہر بات پشتو میں بولوں گا۔جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: آپ مہربانی کر کے آپ کی اُردو بڑی اچھی ہے ہم سب کو سمجھ آرہی ہے۔

مولوی نور اللہ: نہیں اجازت دے دیجئے۔

جناب اسپیکر: اُردو میں اُردو میں please۔

مولوی نور اللہ: تو عرض یہ ہے کہ ہمارے پشتون بیلٹ، بلوچستان کے عوام کی تو یہ خواہش ہے کہ ہم قانون کا احترام کریں۔یہ خواہش ہے کہ ہم پاکستانی بن کے رہیں۔مگر ہمارے ذمہ داروں کا۔۔۔

(خاموشی۔اذان عصر)

جناب اسپیکر: جی مولوی صاحب۔

مولوی نور اللہ: جناب اسپیکر صاحب! ہمارے عوام کی یہ خواہش ہے کہ ہم مُلک، ریاست کے تابع رہیں اور قانون کا احترام کرتے رہیں۔اور قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنی زندگی کی ضروریات کو پورا کرتے رہیں۔جناب والا! اِن 20 جوانوں میں 4 جوان قلعہ سیف اللہ کے شہید ہوئے ہیں اور 6 ژوب کے شہید ہوئے ہیں۔اور اِسی طرح پشین کے جوان شہید ہوئے ہیں۔کیا یہ ریاست کی ذمہ داری نہیں تھی کہ اُن کو اطلاع دی گئی FC کو بھی انتظامیہ کو بھی اور وہ لوگ موقع پر نہیں پہنچ سکے اور کوشش تک نہیں کی کہ پہنچ جائیں اور دہشتگردوں کو بھگا دیں۔ 20 بندے شہید ہو گئے میں وہیں موجود تھا۔شہیدوں کو ایک دوسرے کے اُوپر رکھ کے ایک ایمبولینس میں 2 شہیدوں کو رکھ کے، ایمبولینس نہ ہونے کی وجہ سے۔ ابھی یہ جوان جو شہید ہو گئے یہ اپنے گھروں کے واحد کفیل تھے۔اب انکے بچوں کو کہاں سے کھانا ملے گا اِن کو کہاں سے زندگی کی ضروریاتِ زندگی ملیں گی؟ یہ ہمارے علاقے کی پہلی واردات نہیں ہے اِس سے پہلے ہرنائی کے کول مائنز پر اِسی

طرح وارداتیں ہوتی رہی ہیں۔ اُن کانوں کو بند کر دیا گیا اور بند کرنا پڑا۔ پھر اُس کے بعد ابھی دُکی کی نوبت آئی۔ اِن لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ کانیں بھی بند ہو جائیں۔ خانوزئی کی کرومائیٹ کی کانیں پہلے سے بند ہیں۔ اور ان دہشتگردوں کو حکومت کی آشیرباد اور ہماری ایجنسیوں کی آشیرباد حاصل ہے۔ ہماری ایجنسیاں اور حکومت اور سرکاری ذرائع یہ بتا رہے ہیں کہ یہ BLA والے ہیں۔ یہ بتا رہے ہیں، کہ یہ TTP والے ہیں۔ ہم قطعاً اسکو صحیح تسلیم نہیں کریں گے۔ نہ اِس میں BLA کا ہاتھ ہے اور نہ TTP کا ہاتھ ہے۔ اس میں ان درہم و دینار کے بندوں کی سازش ہے جو کمانے کے لیے یہ طریقے اور وسیلے استعمال کر رہے ہیں۔ دُکی کی ایف سی دو سالوں سے ایک ارب 20 کروڑ روپیہ کوئلے کے ٹنوں پر ٹیکس لے گئے' کیا اِن لوگوں کو سرکار اور حکومت پاکستان تنخواہ نہیں دے رہی ہے؟ اگر دے رہی ہے تو پھر اس کے علاوہ کیوں یہاں سے ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔ ابھی یہ اس تگ و دو میں ہیں'' کہ 260 روپیہ فی ٹن ہمیں مل رہا ہے ہمیں 500 روپیہ فی ٹن ملنا چاہیئے''۔ اس کے لیے یہ طریقہ اپنایا گیا ہے جعلی مقابلے سامنے لا کر کے مزدوروں اور غریبوں کو شہید کر کے یہ مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں ہمارے سرکاری ادارے۔ اگر پاکستان ہمارے اِس پشتون اولس کو پاکستانی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے تو برملا بتا دینا چاہیے کہ آپ کی شہریت ہمیں منظور نہیں ہے، ہمیں قبول نہیں ہے آپ جہاں بھی جانا چاہتے ہیں وہیں چلے جائیں۔ ورنہ یہ طریقے ہمارے علاقے میں سرکاری سکیمز نہیں ہیں، سرکار کے ذریعے روزگار نہیں ہے۔ سرکار کے ذریعے' زراعت، ہماری زرعی بہترین زمین ہونے کے باوجود کوئی زرعی ماحول سازگار نہیں ہے۔ ہمارے بارڈرز دوسروں کے بارڈرز کی طرح نہیں ہیں۔ چمن کے بارڈر پر ویزا اور پاسپورٹ کا کھیل کھلا کر اُن کو بند کر دیا گیا ہے۔ جس طرح افغانستان الگ ملک ہے اور پاکستان الگ ریاست ہے۔ اِس کے لیے ویزا اور پاسپورٹ اگر ضروری ہے تو اِسی طرح ایران بھی الگ ملک ہے اور پاکستان کے ماورا ہے تو پھر وہیں بھی پاسپورٹ اور ویزا لازمی ہونا چاہیے۔ اگر ڈیزل کی سمگلنگ غیر قانونی ہے تو زیارت کے کراس تک پہنچنے سے پہلے مَیں حکومت اور ارباب اختیار سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایران کے بارڈر سے لے کر زیارت کے کراس تک ڈیزل لانا یہ غیر قانونی ہے یا قانونی ہے؟ اگر غیر قانونی ہے تو پھر زیارت کے کراس تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟ کیا زیارت کا چیف سیکرٹری' کیا زیارت کا آئی جی' تفتان کے IG اور تفتان کے جنرل سیکرٹری سے الگ کوئی اور بندہ ہے؟ اور ایک DC وہاں سے کروڑوں روپیہ' پشین کا DC جو کوئی غلطی بتا رہا ہے لیکن ابھی یہ دھمکی بھی دی ہے کہ اگر مولانا پھر اِسی طرح اس point پر آیا اِسی طریقے سے تو اس کے خلاف FIR کاٹنی ہے۔

جناب اسپیکر: Order in the House please مولانا صاحب! مختصر کریں پلیز۔

مولوی نور اللہ: جناب والا! تو عرض یہ ہے تین سال قبل میں نے PSDP میں قلعہ سیف اللہ کی 14 ایمبولنسز کے لیے پیسے جمع کیے ہیں، آج تک نہیں ملی ہیں اس وجہ سے ہم نے شہیدوں کو ٹماٹر کے کریٹوں کے طریقے سے ایک دوسرے

کے اوپر چڑھا کے ایک ایمبولنس میں لانا پڑا، جناب والا! تو عرض یہ ہے کہ ہم تمام پشتونوں کا' اگر چہ یہ میرا فریضہ نہیں ہے۔ ہمیں اس طرح چمن کا بارڈر دینا چاہئے اور لینا چاہتا ہوں مطالبہ کرتا ہوں جس طرح تفتان کا بارڈر ہے، اگر وہاں ویزا لازمی ہے تو ٹھیک ہے یہاں بھی لازمی ہونا چاہیے اگر وہاں کوئی پرُسانِ حال نہیں ہے تو یہاں بھی نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارا بادینی بارڈر اور قمر دین بارڈر بھی اسی طرح ہیں جس طرح ہمارا نوشکی اور دالبندین کا بارڈر ہے وہ بھی اسی طرح ہونا چاہیے۔ تو کرپشن' نوکری بکتی ہے۔ کرپشن ہے۔ یہ بھی غیر قانونی ہے۔ اس کا بھی سدباب ہونا چاہیے۔ رشوت لینا یہ بھی غیر قانونی ہے۔ مگر پشتونوں پر روزگار کے مواقع بند کرنا یہ پشتون دشمنی ہے۔ میں اس کا نمائندہ ہوں میں پرزور مطالبہ کرتا ہوں سندھ میں کسی ایک جاگیردار نے ایک اونٹ کا ایک ٹانگ کاٹ دیا' ہفتہ 10 دن یعنی کئی دن اُس کے خلاف یہاں ایک شور پورے ملک میں برپا تھا۔ لیکن ڈکی کے 20 مسلمان نوجوان غریب قانونی کام کرنے والے روزگار کی تلاش میں نکلے ہوئے مرے اور 20 گھر اُجڑ گئے اُسکے لیے کوئی شور شرابہ نہیں ہے کوئی نقل وحرکت نہیں ہے۔ جس شہید کا جس مقتول کا قاتل کا پتہ نہ لگے تو اُس قاتل کا جرم حکومت اور ریاست کے زمرے میں ڈالا جاتا ہے۔ اِس کا ذمہ دار ہماری ایف سی ہے، اِس کا ذمہ دار ہماری پولیس ہے، اِس کا ذمہ دار ہماری لیویز ہے، اِس کا ذمہ دار ہماری صوبائی حکومت ہے، اِس کا ذمہ دار ہماری وفاق اور وفاقی حکومت ہے اور اِس کا ذمہ دار ریاست پاکستان ہے۔ ابھی عام افوایہ ہے کہ دو جوڑے، دو وردیاں ہر کسی نے اپنے پاس رکھی ہیں۔ جب ایک وردی میں نکلتے ہیں تو BLA اور TTP والے بن جاتے ہیں۔ دوسری وردی میں جب نکلتے ہیں تو پھر ریاست کا ذمہ دار ایجنسی کے افراد کہلائے جاتے ہیں۔ عرض یہ ہے ہمیں اِن شہیدوں کے حوالے سے یہ ذمہ داریاں حکومت کو نبھانی ہونگی کہ ان کے قاتلوں کو گرفتار کر کے سزا دلوا کے ان کو منطقی انجام تک پہنچا دے۔ اگر نہیں پہنچا سکتی ہے تو ہم حکومت کو ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے یہ قاتل حکومت ہے یہ قاتل ایجنسی ہے یہ قاتل سرکاری ادارے ہیں اور ہم کسی کو ذمہ دار نہیں ٹھہراتے۔

جناب اسپیکر: thank you مولوی صاحب بہت بہت شکریہ آپ کا۔ جی ایک منٹ جی جی پلیز زہری صاحب۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! 10 ستمبر کو ایک افسوسناک واقعہ ہمارے نوشکی میں بھی ہوا تھا۔ پچھلے اجلاس میں بھی میں نے اس کا ذکر کیا تھا اور زاہد صاحب نے اور ان سب یہاں ڈائس کے سامنے آئے تھے اور آپ نے بھی ہمیں باور کروایا تھا کہ قاتلوں کو گرفتار کیا جائے گا۔ ہمارے ایک دوست جمیعت العلمائے اسلام کے ظہور احمد بادینی صاحب کو شہید کیا گیا۔ تو آج تک اُس کے قاتل کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ جیسے مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ جب قاتل کا پتہ نہیں ہوتا تو موجودہ گورنمنٹ اور موجودہ ریاست کے ذمہ داروں کو قاتل ٹھہرایا جاتا ہے۔ تو جناب اسپیکر! ہم نے بارہا کوشش کی اور گورنمنٹ نے کوئی ہمارا ساتھ نہیں دیا۔ سابق ایس پی صاحب ابھی وہ چینج ہو گیا ہے۔ جب بھی اُن کے پاس اُس کے

لواحقین جاتے تھے یا جماعت کے لوگ جاتے تھے تو اُن کا کہنا یہ تھا کہ ہم ساٹھ پرسنٹ وہاں تک پہنچ چکے ہیں باقی چالیس پرسنٹ رہتے ہیں۔ تو 10 ستمبر سے آج تک نہ وہ 40% تک پہنچ سکا نہ وہ 60% کا نہ ہمیں پتا چلا کہ ہمارا قاتل کون ہے۔ کیونکہ جمعیت علماء اسلام پر مختلف ادوار میں وار ہو رہا ہے۔ مولانا محمد صدیق کو شہید کیا گیا۔ اُس کے بعد میر محمد اسلم عمرانی صاحب کو شہید کیا گیا اور اُس کے بعد ہمارے نوشکی کے ظہور احمد بادینی صاحب کو جس بیدردی سے شہید کیا گیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اِس میں ریاست بالکل ناکام ہو چکی ہے، گورنمنٹ ناکام ہو چکی ہے۔ کیونکہ ہمارے وزراء صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں مجھے تو افسوس یہ ہو رہا ہے کہ وزراء خود مطالبہ کر رہے ہیں خیر جان صاحب تو اپنے لیئے رُو رہے تھے تو وزراء نے خیر جان صاحب سے مطالبہ کیا کہ آپ میرا مسئلہ بھی حل کر دیں۔ تو جناب اسپیکر! یہ ہمارے جتنے بھی گورنمنٹ کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے دوست ہیں ہمارے colleague ہیں، ہمیں کسی سے اختلاف نہیں ہیں ہاں لیکن اُن کو یہ ماننا پڑے گا کہ law and order اِن کے ہاتھ سے نکل چکا ہے اور آج تک کسی کو یہ چوں وچرا نہیں ہو رہا ہے کہ جی law and order کیوں ہمارے ہاتھ سے نکل چُکا ہے۔ بلوچستان میں کوئی بھی ہمارے جتنے بھی دوست بیٹھے ہوئے ہیں 65 کے 65، میں دعویٰ سے کہہ رہا ہوں کوئی بھی کسی ہائی وے پر سفر نہیں کر سکتا۔ کسی کو یہ گارنٹی نہیں ہے کہ میں یہاں سے خضدار تک جاؤں وہاں پہنچ سکوں گا۔ میں یہاں سے ژوب جاؤں، میں یہاں سے تفتان تک جاؤں یا نصیر آباد تک جاؤں، میں safe وہاں تک پہنچ جاؤں گا؟ کوئی بھی مجھے دعویٰ سے بتا دیں کہ میں ابھی نکل کے یہاں سے چلا جاؤں۔ تو یہ جناب اسپیکر! ہمیں بتایا جائے کہ ہمارے شہداء کے قاتلوں کو گرفتار کریں گے یا نہیں کریں گے؟ کیونکہ آج آپ کی اسمبلی کی جہاں پولیس کا کوئی نمائندہ ہونا چاہئے۔ آئی جی کو ہونا چاہئے۔ ڈی آئی جی کو ہونا چاہئے کسی ذمہ دار کو ہونا چاہئے۔ لیکن بارہا آپ نے اِن سے کہا ہے لیکن اُن کی پولیس کی طرف سے کوئی بندہ یہاں نہیں آ رہا ہے کہ کوئی چیز وہ نوٹ کر لیں۔ اور گورنمنٹ کا حال یہ ہے کہ ہم روئیں تو کس کے ساتھ رُوئیں۔ جناب اسپیکر! آپ ہمیں بتا دیں کہ جی ہم اِس ملک کے شہری نہیں ہیں۔ اور ہمیں روڈوں پر قتل کیا جاتا ہے۔ مولانا صدیق صاحب کو شہید کیا گیا، میر محمد اسلم عمرانی صاحب کو شہید کیا گیا۔ ظہور بادینی صاحب کو جو ہمارے ایک نفیس کارکن تھے اور اُنہوں نے جو وہاں کے لوگوں کیلئے جو خدمات کیئے وہ ہر وقت لوگوں کے مسئلے مسائل میں پڑتے تھے۔ ابھی دو تین دن پہلے وہاں مختلف قبائل کا جو ایک جرگہ تھا بڑا سا اُس جرگے کو بھی ترتیب اُس نے دی تھی اور لوگوں کے گھروں پر گیا تھا لوگوں کو منتیں کی تھیں کہ آیا یہ بدامنی ہمارے علاقوں سے چلی جائے۔ اور اُس بندے کو جس طرح شہید کیا گیا۔ ہمیں بتایا جائے جناب اسپیکر! ہم کہہ رہے ہیں کہ ہمیں اِس طرح دیوار سے نہ لگایا جائے۔ اگر جمعیت علماء اسلام سے کسی نے بدلہ لینا ہے تو مجھ سے لے لیں میں قائد حزب اختلاف ہوں، ہمارے بڑوں سے لے لیں۔ مولانا فضل الرحمٰن سے لے لیں کئی بم دھماکے اُن پر ہوئے اور خودکش حملے ہوئے ہمارے

کارکنوں کو اِس طرح بے دردی سے شہید نہ کریں۔ اگر اِس طرح ہمیں گورنمنٹ آج باور کروایا جائیں آگر اُن سے ہوتا ہے تو ہمیں بتادیں نہیں ہوتا ہے تو ہمیں گورنمنٹ آج بتادے کہ جی آیا ظہور بادینی صاحب کے قاتلوں کو ہم گرفتار کرسکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں کرسکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ میں جتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہمارے قاتل ہیں۔ میں اُن کو اپنا قاتل تصور کرتا ہوں۔ یا پھر وہ اپنا اقتدار چھوڑ دیں۔ آگر کسی کے ہاتھ میں کوئی کچھ نہیں ہے تو اقتدار چھوڑ دیں۔ نہیں تو میں اپنا قاتل اِس گورنمنٹ کو تصور کرتا ہوں۔ شکریہ جناب۔

جناب اسپیکر: آپ آئی جی صاحب سے ملیں اِس مسئلے پر۔ جی۔ ڈاکٹر صاحب۔ ایک منٹ ڈاکٹر صاحب بات کرلیں پھر آپ۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اسپیکر صاحب! ایک important issue پر ٹریژری بنچز کی توجہ چاہوں گا۔ اِس وقت میرا personal تجربہ بھی ہے اور میں 88ء سے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو closely monitor کر رہا ہوں۔ سی ایم صاحب نہیں ہیں اچھا ہے کہ منسٹر صاحب آگئے۔ سر! میری ایک request ہے کہ موجودہ سسٹم ہے ہیلتھ کا وہ deliver نہیں کر رہا ہے۔ میری ایک تجویز ہے سر۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! اگر آپ ہمیں موقع دیں تو ہم گورنمنٹ سے، ایک منٹ۔ شعیب صاحب بیٹھیں، جی ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات): شکریہ جناب اسپیکر! جس طرح ہمارے معزز اراکین نے law and order situation پر اظہار خیال کیا ہے اور اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہئے کہ اِس سے ہم نے بہت نقصان اُٹھایا۔ بلکہ پے در پے نقصان اُٹھاتے رہے ہیں۔ ظہور بادینی صاحب ہوں یا ہمارے دیگر شہدا ہوں یا مزدور ہوں یا ڈُکی کے کان کُن ہوں سب ہی دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ بھی پتہ ہونا چاہئے کہ بلوچستان میں بیرونی عالمی طاقتیں متحرک ہوگئی ہیں اور جس کی وجہ سے ایک افراتفری اور ایک انتشار کی صورتحال بن چکی ہے۔ اور اُس کی مثال جو ہمارے Chinese دوست ہیں جو پاکستان کے مختلف projects پر کام کر رہے تھے اُن کا قتل واضح ثبوت ہے۔ جناب اسپیکر! حکومت اپنے فرائض سے غافل نہیں ہے۔ دہشتگردوں سے لڑنا نہ صرف حکومت کی ذمہ داری ہے بلکہ بحیثیت قوم بحیثیت بلوچستانی بحیثیت پاکستانی، بحیثیت بلوچ، پشتون، ہزارہ جو بھی اِس سرزمین پر رہتا ہے اُن سب کے فرائض میں شامل ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے جو قاتل آکر دہشتگردی پھیلتی ہے ہمارے معصوموں کا خون بہاتا ہے اور ہم بجائے قاتل کی مذمت کریں ہم پس پردہ اُس کے پیچھے جو عناصر ہیں اُن کا پردہ فاش کریں، بلکہ اپنے ہی محافظوں پر الزام تراشیاں شروع کرتے ہیں۔ تاکہ اُس قاتل کو مزید مواقع مِل جائیں اور ہمارے

law enforcement agencies کے لوگوں نے جوشہادتیں دی ہیں جو قربانیاں دی ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں وہ ہمیشہ ہم بھی دیکھتے رہے ہیں آپ بھی دیکھتے رہے ہیں۔ پُوری دُنیا نے دیکھی ہے بیچارے جو سپاہیوں کوشہید کیا جاتا ہے اُن کی لاشیں بار بار اُٹھا کے اُن کے گھر والوں کو پہنچا دیئے جاتے ہیں۔ سپاہیوں سے لیکر آفیسروں تک کوئی محفوظ نہیں رہا ہے۔ لیکن افسوس یہاں ہوتا ہے جو اپنی قربانی دیتا ہے جو لوگوں کی حفاظت کیلئے شہید ہوتا ہے پھر اگر ہم اُن کی نیت پر اور اُن کی شہادتوں پر شک کرنا شروع کر دیں تو اِس کا فائدہ براہ راست اُن قاتلوں کو جائے گا۔ اور اُن کے پیچھے جو قوتیں ہیں جو اُن سے یہ کروارہی ہیں اُن کو اِس کا فائدہ جائے گا۔ تو میری معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ ہمیں عوام نے ووٹ دے کر اِس اسمبلی کا ممبر بنایا ہے کہ ہم عوام کی بہتر ترجمانی کریں اِس لئے ہمیں یہاں نمائندگی کے مواقع نہیں دیے ہیں کہ ہم confusion پھیلائیں اور ایک white collars کہیں یا ایک black and white جو ایک واردات ہوئی ہے اُس کا ہم سازشی angle یہاں بیان کر کے اپنے آپ کو بھی confused کریں اور عوام کو confused کرنے کی کوشش کریں۔ اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ جو بلوچستان میں ہو رہا ہے مزدوروں کو مارنے کی شکل میں ہو Chinese کو قتل کرنے کی شکل میں ہو عام بلوچستانیوں کو مارنے کی شکل میں ہو وہ سب کے تانے بانے عالمی قوتوں اور بیرونی طاقتوں سے ملتے ہیں۔ اور جن سے کروائیں جا رہے ہیں وہ اس ملک کی کالعدم تنظیمیں ہیں اور جنہوں نے اتنے پاکستانیوں کوشہید کیا ہے۔ البتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم تمام سیاسی جماعتیں بہ یک زُبان ہو کر اِس کی مذمت کریں، اگر ہم بجائے اِس کی مذمت کرنے کے مختلف تجزیے کرتے رہے مختلف سازشی theories پر بات چیت کرتے رہے تو میرا نہیں خیال کہ ہمیں اِس کا فائدہ ہوگا اِس کا فائدہ صرف اُس قاتل کو ہوگا۔ اور یہاں جتنے بھی اراکین اسمبلی ہیں تقریباً براہ راست بالواسطہ یا بلاواسطہ تمام متاثر ہیں سب کے ہاں اُن کے رشتے داروں کی، اُن کے گاؤں میں لوگوں کی، اُن کے شہروں میں لوگوں کی، اُن کے قبیلے کے لوگوں کی لاشیں اُٹھی ہیں۔ تو ضرورت اِس بات کی ہے کہ ہم بہ یک زُبان ہو کر اِس کی مذمت کریں اور اِس کا قلعہ قمع کریں۔ جب تک ہم اُس سوچ کو ختم نہیں کرتے جس کے ذریعے یہ انتشار پھیلایا جا رہا ہے، جب تک ہم اُن عوامل تک نہیں پہنچتے جب تک ہم اُن ہاتھوں کو اُن چہروں کو بے نقاب نہیں کریں گے کہ جو انتشار پھیلانے کی غرض سے مختلف طریقوں سے دہشت گردی پھیلا رہے ہیں اُس وقت تک معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ تو جناب اسپیکر! میں معزز اپوزیشن لیڈر صاحب کو اور جن اراکین نے دہشت گردی کے واقعات پر بات کی اُن کو میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اپنے فرض سے غافل نہیں ہیں۔ جنہوں نے ظہور بادینی صاحب کوشہید کیا ہے انشاءاللہ تعالیٰ وہ اپنے کیفر کردار تک پہنچیں گے اور نہ اُن کو اِس ملک کی عدالتیں معاف کریں گی۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ کے حضور اُن کیلئے معافی ہوگی۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you ظہور بلیدی صاحب۔ آڈٹ رپورٹ کا پیش کیا جانا۔

وزیرخزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت Audit Report on the Accounts of Climate Change, Environment and Disaster Management Organisations of Government of Balochistan Audit Year 2022-23. ایوان میں پیش کریں۔

میر شعیب نوشیروانی (وزیرخزانہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔میں وزیرخزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت Audit Report on the Accounts of Climate Change, Environment and Disaster Management Organisations of Government of Balochistan Audit Year 2022-23, ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: Audit Report on the Accounts of Climate Change, Environment and Disaster Management Organisations of Government of Balochistan Audit Year 2022-23. ایوان میں پیش ہوا۔لہذا اسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

وزیرخزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈٹ رپورٹ Audit Report on the Accounts of Climate Change, Environment and Disaster Management Organisations of Government of Balochistan Audit Year 2023-24. ایوان میں پیش کریں۔

وزیرخزانہ: میں وزیرخزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت Audit Report on the Accounts of Climate Change, Environment and Disaster Management Organisations of Government of Balochistan Audit Years 2023-24. ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: Audit Report on the Accounts of Climate Change, Environment and Disaster Management Organisations of Government of Balochistan Audit Year 2023-24. ایوان میں پیش ہوا۔لہذا اسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جناب زرین مگسی صاحب پالیمانی سیکرٹری چونکہ یہاں موجود نہیں ہیں اُن کی قرارداد نمبر 8 کو ڈیفر کیا جاتا ہے

next session تک۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 18 اکتوبر 2024 بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 05 بجکر 08 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆